

الجامعۃ الاشرفیہ کی عظیم الشان عمارت

CENTRAL BUILDING OF AL - JAMIATUL · ASHRAFIA

NOV. 1986 Editor : Qari Mohd. Yahya Rs. 2 50

بیادگار حافظ ملت مولانا شاہ عبد العزیز قدس سرہ بانی الجامعۃ الاشرفیہ

الجامعۃ الاشرفیہ کا دینی علمی اور روحانی ترجمان

سرپرست :- علامہ شاہ عبد الحفیظ، سربراہ اعلیٰ اشرفیہ نگراں :- حضرت علامہ محمد شفیع صاحب اعظمی

ماہنامہ اشرفیہ مبارکپور

نومبر ۱۹۸۶ء صفر المظفر، ربیع الاول ۱۴۰۷ھ جلد ۱۱ شمارہ ۱۱

مدیر اعلیٰ
(قاری) محمد یحییٰ

مدیر اعزازی
محمد عبد المبین نعمانی قادری

نگارشات

○ اس دائرے میں اگر سرخ نشان ہے تو آپ کا زر تعاون ختم ہوا۔ آئندہ کے لئے رقم جلد روانہ فرمائیں۔ ادارہ

اس شمارہ کی قیمت ۵۰-۲ روپئے۔ زر سالانہ ۲۰ روپئے۔ مولانا محمد محبوب سرکلیشن منیجر

ایڈیٹر، پرنٹر، پبلشر قاری محمد یحییٰ نے نشاط آفسٹ پریس ٹانڈہ سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ سے شائع کیا

حجاج کرام کے لئے لمحۂ فکریہ

نجدی عقائد کے چند نمونے

رشحات (مدیر اعزازی)

سعودی حکومت بلاشبہہ ایک ظالم اور خوں خوار حکومت ہے۔ جس نے مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لئے کتاب و سنت کالبادہ اوڑھ لیا ہے۔ اس کی تاریخ کا مطالعہ کرنے والے اس حقیقت سے بخوبی واقف ہیں کہ حرمین طیبین پر اس کا قبضہ کس سازش کا نتیجہ ہے اس سے واقف ہونے کے لئے "تاریخ نجد و حجاز" مصنفہ حضرت علامہ مفتی عبدالقیوم ہزاروی کا مطالعہ نہایت ضروری ہے۔ جس میں موصوف نے تاریخی حقائق اور دستاویزی مواد کی روشنی میں درندگان نجد کے مکروہ چہروں سے نقاب الٹ کران کی صحیح تصویر سامنے رکھ دی ہے۔ ذیل میں ہم اس حکومت کی پالیسیوں، اور خوں چکاں داستانِ مظالم سے قطع نظر کرکے اس کے نجدی عقائد و نظریات پر مستند کتابوں کے حوالے سے مختصر روشنی ڈالتے ہیں۔ تاکہ جو بھولے بھالے مسلمان محض حرمین پر قبضہ اور ان کی ظاہری شان و شوکت اور پٹرول و ڈالر کی چمک دمک اور دعوائے کتاب و سنت کے سبب ان سے متاثر ہیں وہ اچھی طرح جان لیں کہ سعودی حکومت کی اساس کیا ہے۔ اور اس کا مقصد کس درجہ خطرناک اور گمراہ کن ہے۔

مسلمانان عالم کو وہابی عقائد میں رنگنے کے لئے ہر سال سعودی حکومت عربی اردو اور دوسری زبانوں میں ڈھیرے کتب و رسائل حجاج کرام میں مفت تقسیم کرتی ہے۔ ذیل میں سعودی مملکت کی شائع کردہ کتاب "رہنمائے حج وعمرہ" مصنفہ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رئیس الافتاء حکومت سعودیہ کے چند اقتباس پیش کئے جاتے ہیں۔ اہل دل ایمانی نگاہوں سے مطالعہ کریں۔ اور انصاف کریں کہ سعودی حکومت مسلمانان عالم کو کس عقیدے کی طرف لیجانا چاہتی ہے۔

[۱] جس نے اللہ اور اپنے درمیان کسی کو سفارشی بنایا، اسے پکارا اور اس سے شفاعت کی درخواست کی اور اس پر بھروسہ کیا وہ باجماع امت کافر ہوگیا۔ (رہنمائے حج وعمرہ ص ۸۔ ۹۔ شائع کردہ مملکت سعودیہ عربیہ سنہ ۱۴۰۴ھ۔)

جس کا صاف و صریح مطلب یہ ہوا کہ جس نے کسی کی شفاعت خدا کی بارگاہ میں پیش کی، یا کسی سے شفاعت کی درخواست کی وہ سعودی فتوی کی رو سے کافر ہے۔ حیرت ہے کہ یہ کتاب کئی سال سے سعودی حکومت حجاج میں تقسیم کرتی ہے، مگر مسلمانوں کی آنکھ نہیں کھل رہی ہے۔ اس کا دوسرا اقتباس ملاحظہ ہو

[۲] رسول اکرم سے کسی طرح کا سوال کرنا شرک ہے (ص ۶ رہنمائے حج)۔

سعودیوں نجدیوں کے اس عقیدے کی رو سے جتنے مسلمان حضور کی بارگاہ بیکس پناہ میں حاضری دے کر عرض کرتے ہیں اَسْئَلُکَ الشَّفَاعَۃَ یارسولَ اللہ۔ "حضور آپ سے شفاعت کا سوال ہے"۔ وہ سب کے سب مشرک ہوئے۔ جبکہ حج کی تمام کتابیں اس سوال سے بھری پڑی ہیں۔ حتی کہ علمائے دیوبند بھی اپنی کتابوں میں اسے تحریر کرتے

ہیں، جو آج نجدیوں کے بڑے حمایتی اور ریزہ خوار بنے بیٹھے ہیں۔

۳ بعض زائرین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی طرف رخ کر کے دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر دعا کرتے ہیں ایسا کرنا سراسر بدعت ہے۔ (ص ۴۶ رہنمائے حج)

یعنی حضور کی بارگاہ میں جائے تو رخ حضور کی طرف نہ کرے بلکہ دوسری طرف کرے، اور حضور کی طرف پیٹھ کرے۔ اور وہاں کسی طرح کی کوئی دعا بھی نہ مانگے۔ جبکہ تمام فقہائے کرام آداب زیارت سے لکھتے ہیں کہ اپنا چہرہ قبر اطہر کی طرف کرے۔ جس طرح عام قبروں کی زیارت کے وقت حکم ہے۔ مگر یہ نجدیوں کو کسی طرح گوارہ نہیں کہ امتی اپنے نبی کی بارگاہ میں آ کر ان کی طرف رخ کر کے ان کے وسیلے سے کچھ دعا کرے۔

۴ جن احادیث سے قبر رسول کی زیارت کی مشروعیت (یعنی جائز ہونے) پر استدلال کیا جاتا ہے یا تو وہ ضعیف ہیں یا موضوع۔ (ص ۴۶ ایضاً)

• یعنی زیارت قبر رسول کی حدیثیں سب کی سب ضعیف یا موضوع ہیں جبکہ ایسا ہرگز نہیں ہے۔ اس تحریر کا صاف مقصد یہی ہے کہ مسلمانوں میں قبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شوق ہے کم کر دیا جائے۔

۵ زیارت قبر رسول اور دوسری قبروں کی زیارت صرف مردوں کو جائز ہے، عورتوں کے لئے نہیں۔ لیکن اس شرط کے ساتھ کہ سفر قبر رسول کی نیت سے نہ ہو۔ (ص ۴۵ ایضاً)

یعنی قبر رسول کی زیارت صرف مردوں کو جائز ہے عورتوں کو جائز نہیں۔ حالانکہ جن فقہائے کرام نے عام قبروں کی زیارت کو عورتوں کے لئے ممنوع قرار دیا ہے۔ انہوں نے بھی سرکار پر انوار صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مبارکہ کی زیارت کو عورتوں کے لئے جائز قرار دیا ہے

دوسری بات اس میں یہ کہی گئی ہے کہ مردوں کو بھی قبر رسول پاک کی زیارت اس شرط کے ساتھ جائز ہے کہ وہ قبر رسول کی زیارت کا قصد نہ کریں۔ کسی اور کام سے جائیں تو اتفاقاً زیارت کر سکتے ہیں۔ یعنی قبر رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا قصد جائز نہیں۔

یہ تو صرف ایک کتاب کے چند اقتباسات ہیں جو ہر سال حجاج میں مفت تقسیم کی جاتی ہے۔ اسی طرح کی سیکڑوں کتابیں ہیں جو سعودی حکومت حجاج کرام میں مفت تقسیم کر کے ان کے عقائد کو بگاڑنے کے درپے ہے۔

سعودی حکومت کے دارالافتاء کی طرف سے ہر سال حج کے موسم میں "توعیہ اسلامیہ" کے نام سے ایک ہفت روزہ شائع ہوتا ہے۔ جس میں حج سے متعلق مسائل اور خاص طور سے نجدی عقائد بیان کئے جاتے ہیں۔ میرے سامنے اس کا اردو ایڈیشن۔ ۹ ذی الحجہ ۱۴۰۳ھ کا شمارہ ۵ ہے اس کا بھی ایک اقتباس ملاحظہ کر کے اپنی معلومات میں اضافہ کریں۔

"جن زیارتوں کا مقصود قبروں کے نزدیک دعا کرنا، وہاں مسلسل کھڑے رہنا، اور ان سے اپنی ضروریات،

مریضوں کے لئے شفا طلب کرنا، اور اس کے واسطے سے اللہ تعالیٰ سے مانگنا ہو ایسی زیارت ناجائز و حرام ہے۔ جس کی اجازت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے نہیں ہے، اور نہ ہی سلف صالحین میں سے کسی نے ایسا کیا ہے۔" (ص ۱۶ توجیہ اسلامیہ شمارہ ۵)

یعنی قبر رسول کی زیارت کر کے حضور کے وسیلے سے خدا سے دعا کرنا اور اپنی حاجتیں طلب کرنا ناجائز و حرام ہے۔ اور یہ لکھنا تو سراسر جھوٹ ہے کہ سلف صالحین میں سے کسی نے ایسا نہیں کیا ہے۔ خود صحابۂ کرام حضور کی قبر اطہر پر حاضر ہوتے اور اپنی حاجتیں پیش کرتے۔ امام اعظم کی قبر پر حضرت امام شافعی کی حاضری اور حاجت برآری کے لئے ان کے جوار میں نماز پڑھنا تو مشہور عام ہے کیا صحابۂ کرام اور امام شافعی بھی سلف صالحین میں سے نہیں ہیں؟۔

نجدی سعودی عقائد و نظریات معلوم ہو جانے کے بعد اب خود ہی یہ بات حقیقت کے اجالے میں آجاتی ہے کہ نجدی امام ہرگز اس لائق نہیں کہ اس کی اقتدا کی جائے۔ اس لئے کہ جب فاسق فی العمل امامت کے لائق نہیں تو فاسق فی العقیدہ بدرجہ اولیٰ۔ باقی رہی تعداد کی کثرت تو یہ حقانیت کی دلیل نہیں۔ ورنہ یزید کے کیمپ میں بھی امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقابلہ میں تعداد کی کثرت تھی مگر اسلامی ذہن و فکر والا کوئی انسان محض تعداد کی بنیاد پر یزید کو ہرگز حق پر نہیں کہہ سکتا۔ اور مقامات مقدسہ پر قبضہ بھی کسی جماعت کے حق ہونے کا ثبوت نہیں۔ ورنہ بیت المقدس جو مسلمانان عالم کا ایک عظیم و مقدس مقام اور قبلہ اول ہے اس پر قبضہ و تسلط کی بنیاد پر یہودیوں کو بھی حق پر ماننا پڑے گا۔ جسے کوئی مسلمان گوارہ نہیں کر سکتا۔

ضرورت ہے؟

اب ضرورت ہے اس بات کی کہ تمام سنی علماء و دانشور چاہے وہ دنیا کے کسی گوشے میں رہتے ہوں۔ سعودی حکومت کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں اور کم از کم سنی مسلمانوں کے ذہن میں یہ بات اچھی طرح بٹھا دیں کہ سنی اور نجدی عقائد میں بُعد المشرقین ہے۔ اور نجدی عقیدہ رکھنے والا امام کسی طرح سنی مسلمان کی امامت کے لائق نہیں چاہے وہ حرم مکہ میں امام بنایا جائے یا حرم نبوی میں یا بیت المقدس میں، اور دنیا کی تمام رائج زبانوں میں نجدی عقائد کی تردید میں لٹریچرس شائع کئے جائیں۔ بالخصوص عربی اور انگریزی زبانوں میں یوں ہی اعلیحضرت امام احمد رضا کی تصانیف اور سوانح بھی اردو عربی انگریزی میں زیادہ سے زیادہ شائع کی جانی چاہئیں۔ تاکہ امام اہلسنت کی ذات کے خلاف غلط پروپیگنڈے کی جو فضا معاندین اہلسنت نے قائم کر دی ہے اس کا ازالہ ہو سکے۔ اعلیحضرت اور مفتی اعظم قدس سرہما سے عقیدت رکھنے والے اہل ثروت حضرات کو اس کار خیر کی طرف بھی دھیان دینے کی ضرورت ہے کہ یہ ایصال ثواب کا ایک بہترین طریقہ ہے ——— (م ع نعمانی) ———

جشن میلاد رسول رحمت

صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

(درس قرآن) (مدیر اعزازی)

آیت (۱) وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمَا أَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِنَ الْكِتٰبِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ (پ ۲ ع ۱۲ ـ آیت ۲۳۱ ـ سورہ بقرہ)

ترجمہ: ـ اور یاد کرو اللہ کا احسان جو تم پر ہے، اور وہ جو تم پر کتاب اور حکمت اتاری نصیحت دینے کو (کنز)

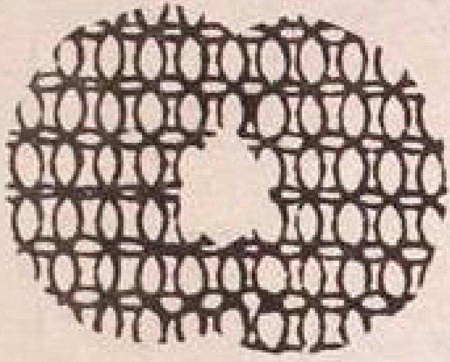
توضیح: ـ اس آیت میں رب تبارک وتعالیٰ نے اپنی نعمت یاد کرنے کا حکم دیا ہے ـ اور بطور خاص کتاب یعنی قرآن اور حکمت یعنی سنت رسول کا ذکر فرمایا ہے ـ جس ذات گرامی کے وسیلے سے ہمیں قرآن وسنت ملے وہ یقیناً سب سے عظیم نعمت ہے لہذا حضور کی ولادت وتشریف آوری کو یاد کرنا اور ان کی ولادت کے موقع پر ذکر رسول کی محفل منعقد کرکے اس عظیم احسان کا شکریہ ادا کرنا محمود ومستحسن ہے ـ علامہ قاضی بیضاوی اپنی تفسیر میں اس جگہ نعمت اللہ کے تحت فرماتے ہیں ـ التی من جملتها الهداية وبعثة محمد صلی اللہ علیہ وسلم بالشکر والقیام بحقوقها ـ یعنی منجملہ نعمت خداوندی ہدایت اور نبی کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری ہے ـ لہذا ان نعمتوں کا شکریہ ادا کرو اور ان کے حقوق بجالاؤ ـ اور ظاہر ہے ہدایت بھی حضور کی ولادت طیبہ ہی کی مرہون منت ہے کہ حضور کی ولادت نہ ہوتی تو ہدایت کہاں ملتی ـ لہذا نعمت کا مصداق آپکی ذات گرامی اور آپکی ولادت وتشریف آوری بدرجۂ اتم ہے ـ رب تبارک تعالیٰ نے اپنی نعمت کے ذکر کا کوئی خاص طریقہ متعین نہیں فرمایا بلکہ ذکر کو عام رکھا ـ تاکہ ذکر کی تمام صورتوں کو شامل ہو جائے ـ اور یقیناً محفل میلاد رسول ـ ذکر نعمت کے عموم میں داخل، لہذا محفل میلاد کو بدعت یا شرک کہنا، یا کنہیا کے جنم کے مشابہ بتانا جہالت ہے یا عداوت دونوں قابل مذمت ونفرت ـ نعوذ باللہ منہا ـ

آیت (۲) قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا أَنْزِلْ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِنَ السَّمَاءِ تَكُونُ لَنَا عِيدًا لِأَوَّلِنَا وَآخِرِنَا وَآيَةً مِنْكَ ـ (پ ۷ ع ۵ ـ مائدہ آیت ۱۱۴)

ترجمہ: ـ عیسیٰ بن مریم نے عرض کی اے رب ہمارے ہم پر آسمان سے ایک خوان اتار کہ وہ ہمارے لئے عید ہو ہمارے اگلے پچھلوں کی ـ (کنز)

توضیح: ـ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواری (صحابہ) کو تیس روزوں کا حکم دیا اور فرمایا جب تم ان روزوں سے فارغ ہوگے تو جو دعا کروگے قبول ہوگی ـ انہوں نے روزہ رکھ کر خوان کی درخواست کی تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان کیلئے بھی دعا کرائی اور خود بھی خوان اترنے کی دعا کی اور عرض کیا کہ اے اللہ! اے رب ہمارے ہم پر آسمان سے ایک خوان اتار کہ وہ ہمارے لئے عید ہو ـ ہمارے اگلے پچھلوں کی ـ اس آیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول خوان کے دن کو عید بنانے کی دعا کرنا ـ بتارہا ہے کہ کسی نعمت کے ملنے کے دن کو عید بنانا خوشیاں منانا سنت نبی ہے ـ لہذا یوم ولادت رسول کو عید منانا یقیناً جائز ہے ـ

(درس حدیث)
مستقل عنوان



فضائلِ نماز

محمد عبدالمبین نعمانی قادری

ایمان وعقیدہ صحیح کرلینے کے بعد مسلمانوں پر سب فرضوں سے اہم فرض اور تمام عبادتوں میں بڑی عبادت نماز ہے، قرآن پاک اور احادیث طیبہ میں سب سے زیادہ اسی کی تاکید آئی ہے۔ اور اس کے چھوڑنے پر شدید وعیدیں وارد ہوئیں ہیں۔ ذیل میں اس سلسلے کی چند حدیثیں ذکر کی جاتی ہیں کہ مسلمان اپنے آقا پیارے مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادات سنیں، عمل کریں اور دوسروں کو عمل کرنے کی ترغیب دیں۔

(۱) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ ۱ اس امر کی شہادت دینا کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں، اور محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں اور ۲ نماز قائم کرنا، اور ۳ زکوٰۃ دینا، اور ۴ حج کرنا، اور ۵ ماہ رمضان کا روزہ رکھنا۔ (صحیح بخاری شریف ج ۱/۶ کتاب الایمان)

(۲) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور اعلیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا، اعمال میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب کیا ہے؟ فرمایا: نماز وقت کے اندر، میں نے عرض کیا پھر کیا؟۔ فرمایا: والدین کے ساتھ نیک سلوک، عرض کیا پھر کیا؟ فرمایا: راہ خدا میں جہاد (بخاری ۱/۶، فضل الصلوٰۃ لوقتہا)

(۳) رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، بتاؤ تو کسی کے دروازے پر نہر ہو اور وہ اس میں ہر روز پانچ بار غسل کرے، کیا اس کے بدن پر میل رہ جائے گا۔ صحابہ نے عرض کیا۔ اس کے بدن پر کچھ باقی نہ رہے گا یہی مثال پانچوں نمازوں کی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے سبب خطاؤں کو محو فرما دیتا ہے۔ (بخاری ۱/۶، باب الصلوات الخمس)

(۴) نبی اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جاڑے میں باہر تشریف لے گئے، پت جھاڑ کا زمانہ تھا۔ دو ٹہنیاں پکڑ لیں۔ پتے گرنے لگے فرمایا: اے ابوذر! عرض کیا لبیک یا رسول اللہ فرمایا مسلمان بندہ اللہ تعالیٰ کے لئے نماز پڑھتا ہے تو اس سے گناہ ایسے گرتے ہیں جیسے اس درخت کے پتے۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ شریف ص ۵۸)

(۵) رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب عورت اپنی پانچوں نمازیں پڑھے اور اپنے رمضان کے مہینے کا روزہ رکھے اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے اور اپنے شوہر کی اطاعت کرے تو وہ جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔ (ابونعیم، مشکوٰۃ ص ۲۸۱، باب عشرۃ النساء)

(۶) **مختار دو عالم** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تمہارے بچے سات سال کے ہوں تو انہیں نماز کا حکم دو اور جب دس برس کے ہو جائیں تو مار کر پڑھاؤ اور ان کے درمیان ان کی خوابگاہوں کو جدا کر دو۔

(ابوداؤد، مشکوٰۃ، ص۵۸ کتاب الصلوٰۃ)

(۷) **حضور جان نور** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: پانچ نمازیں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے بندوں پر فرض کیں۔ جس نے اچھی طرح وضو کیا اور وقت میں ادا کیا اور رکوع و خشوع کو پورا کیا تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمۂ کرم پر عہد کر لیا ہے کہ اسے بخشدے اور جس نے نہ کیا اس کے لئے عہد نہیں چاہے بخشدے چاہے عذاب کرے۔

(امام احمد، مشکوٰۃ ص۵۸)

(۸) **محبوب خدا** صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: اپنے رب سے ڈرو، اور اپنی پانچوں نمازیں پڑھو، اور اپنے ماہ رمضان کا روزہ رکھو، اور اپنے مالوں کی زکوٰۃ ادا کرو، اور اپنے اولوالامر کی اطاعت کرو، اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ۔ (جامع ترمذی شریف ج ۱/۸، فضل الصلوٰۃ)

(۹) **حضور انور** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: قصداً نماز ترک نہ کرو کہ جو قصداً نماز ترک کرتا ہے اللہ و رسول اس سے بری الذمہ ہیں۔ (امام احمد، بہار شریعت ۳/۹ و مشکوٰۃ ص۵۹)

(۱۰) **رحمت عالم** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے نماز پر محافظت کی قیامت کے دن وہ نماز اس کے لئے نور و دلیل اور نجات ہو گی۔ اور جس نے محافظت نہ کی اس کے لئے نہ نور ہے نہ دلیل اور نہ نجات اور قیامت کے دن قارون و فرعون و ہامان اور ابی بن خلف (مشہور مشرک) کے ساتھ ہو گا۔

(امام احمد، دارمی، بیہقی، مشکوٰۃ ص۵۹)

(۱۱) **فاروق اعظم** حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے تمام صوبوں کے پاس فرمان بھیج دیا تھا۔ کہ تمہارے سب کاموں سے اہم میرے نزدیک نماز ہے جس نے اس کی حفاظت کی اور ہمیشگی برتی اس نے اپنا دین محفوظ رکھا اور جس نے اسے ضائع کیا وہ اوروں کو بدرجۂ اولیٰ ضائع کرے گا۔ (بخاری و مسلم، بہار شریعت ۳/۱۰)

● **مسئلہ**: ہر مکلف یعنی عاقل بالغ پر نماز فرض عین ہے اس کی فرضیت کا منکر کافر ہے اور جو قصداً چھوڑے اگرچہ ایک ہی وقت کی وہ فاسق ہے اور جو نماز نہ پڑھتا ہو وہ قید کیا جائے یہاں تک کہ توبہ کرے۔ بلکہ ائمہ ثلاثہ مالک و شافعی و احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نزدیک سلطان اسلام کو اس کے قتل کا حکم ہے۔

(در مختار، بہار شریعت ۳/۱۰)

باب الاستفتاء

علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی صدر شعبۂ افتار

ثبوتِ رویتِ ہلال کے طریقے

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ میں ۔

(۱) کہ ریڈیو یا بازاری خبروں پر عید کی نماز درست ہے یا نہیں؟ اگر درست ہے تو اس کے درست ہونے کی صورت کیا ہے ۔ اور اگر درست نہیں ہے تو اس سال جن لوگوں نے ریڈیو یا بازاری خبروں پر نماز پڑھی ان کے بارے میں حکم شرعی کیا ہے ؟۔

(۲) جو لوگ بغیر تحقیق کے ریڈیو یا مائک سے اعلان کرتے ہیں ان کے بارے میں شریعت مطہرہ کا کیا حکم نافذ ہوگا؟۔ فقط محمد اسلام الدین عزیزی ۔

الجواب (۱و۲) ریڈیو یا بازاری افواہ پر نہ روزہ توڑنا یا چھوڑنا جائز ہے ۔ اور نہ نماز عید پڑھنی جو لوگ ریڈیو کی خبر یا بازاری افواہ پر روزہ رکھ کر توڑیں گے اور نماز عید پڑھیں گے وہ ایک نہیں کئی گناہ کے مرتکب ہوں گے ۔ خلاف شرع اعلان پر اعتماد کر کے روزہ رکھ کر اسے توڑ کر جس دن روزہ رکھنا فرض تھا اس دن روزہ نہ رکھ کر وقت سے پہلے جو نماز عید پڑھی نماز عید نہ ہوئی ۔ اور جس طرح نماز عید پڑھی اس طرح کوئی نماز نفل مشروع نہیں تو یہ ایک لایعنی فعل میں مشغول ہوا اور اس واہمہ پر کہ ہم نماز عید پڑھ چکے ہیں ۔ پہلی شوال کو نماز عید نہ پڑھی ، اس طرح واجب کے تارک ہوئے ۔ اور جن لوگوں نے ریڈیو یا بازاری خبر پر روزہ توڑنے اور نماز عید کا اعلان کیا روزہ توڑنے والے اور قبل از وقت عید کی نماز پڑھنے والے ہر شخص پر مذکورہ بالا گناہ ، اور سب کے برابر اس اعلان کرنے والے پر حدیث میں ہے مَنْ دَعَا اِلٰی ضَلَالَۃٍ کَانَ عَلَیْہِ مِنَ الْاِثْمِ مِثْلُ اٰثَامِ مَنْ تَبِعَہٗ لَا یَنْقُصُ ذٰلِکَ مِنْ اٰثَامِھِمْ شَیْئًا جن لوگوں نے ریڈیو یا بازاری افواہ کی خبر پر تیس رمضان کو روزہ نہیں رکھا یا رکھ کر توڑ دیا ان لوگوں پر ایک روزے کی قضا واجب ہے ، ہاں اگر بعد میں بطریق شرعی انتیس کی رویت ثابت ہو جائے تو قضا شرط نہیں ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔

لاکھوں سلام

از امام اہلسنت
اعلیحضرت فاضل بریلوی قدس سرہ

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام — شمع بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام
مہر چرخِ نبوت پہ روشن درود — گل باغِ رسالت پہ لاکھوں سلام
ان کے مولیٰ کے ان پر کروروں درود — ان کے اصحاب و عترت پہ لاکھوں سلام
پارہ ہائے صُحُف غنچہائے قُدُس — اہل بیتِ نبوت پہ لاکھوں سلام
آبِ تطہیر سے جس میں پودے جمے — اُس ریاضِ نجابت پہ لاکھوں سلام
خونِ خیر الرسل سے ہے جن کا خمیر — ان کی بے لوث طینت پہ لاکھوں سلام
اُس بتولِ جگر پارۂ مصطفیٰ — حجلہ آرائے عفت پہ لاکھوں سلام
جس کا آنچل نہ دیکھا مہ و مہر نے — اس ردائے نزاہت پہ لاکھوں سلام
سیدہ، زاہرہ، طیبہ، طاہرہ — جانِ احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام
حسنِ مجتبیٰ، سید الاسخیاء — راکبِ دوشِ عزت پہ لاکھوں سلام
شہد خوارِ لعابِ زبانِ نبی — چاشنی گیر عصمت پہ لاکھوں سلام
اس شہیدِ بلا، شاہِ گلگوں قبا — بیکسِ دشتِ غربت پہ لاکھوں سلام
اہل اسلام کی مادرانِ شفیق — بانوانِ طہارت پہ لاکھوں سلام
سیما پہلی ماں کہف امن و اماں — حق گزارِ رفاقت پہ لاکھوں سلام
بنتِ صدیق آرامِ جانِ نبی — اس حریمِ برارت پہ لاکھوں سلام
شمعِ تابانِ کاشانۂ اجتہاد — مفتیٔ چار ملت پہ لاکھوں سلام
جاں نثارانِ بدر و اُحُد پر درود — حق گزارانِ بیعت پہ لاکھوں سلام
وہ دسوں جن کو جنت کا مژدہ ملا — اس مبارک جماعت پہ لاکھوں سلام
سایۂ مصطفیٰ، مایۂ اصطفا — عز و نازِ خلافت پہ لاکھوں سلام
یعنی اس افضل الخلق بعد الرسل — ثانیٔ اثنینِ ہجرت پہ لاکھوں سلام
وہ عمر جس کے اعدا پہ شیدا سقر — اس خدا دوست حضرت پہ لاکھوں سلام
فارقِ حق و باطل امام الہدیٰ — تیغِ مسلولِ شدت پہ لاکھوں سلام

دُرِّ منثور قرآں کی سلک بہی ، ۔۔۔ زوجِ دو نورِ عفت پہ لاکھوں سلام

یعنی عثمان صاحب قمیص ہدیٰ ۔۔۔ حلہ پوش شہادت پہ لاکھوں سلام

مرتضیٰ شیر حق اشجع الاشجعین ۔۔۔ ساقیِ شیر و شربت پہ لاکھوں سلام

اولیں دافع اہل رفض و خروج ، ۔۔۔ چارمی رکن ملت پہ لاکھوں سلام

شیر شمشیر زن ، شاہ خیبر شکن ، ۔۔۔ پرتو دست قدرت پہ لاکھوں سلام

جس مسلماں نے دیکھا انہیں اک نظر ۔۔۔ اس نظر کی بصارت پہ لاکھوں سلام

اور جتنے ہیں شہزادے اس شاہ کے ۔۔۔ ان سب اہل مکانت پہ لاکھوں سلام

شافعی ، مالک ، احمد ، امام حنیف ۔۔۔ چار باغ امامت پہ لاکھوں سلام

کاملانِ طریقت پہ کامل درود ، ۔۔۔ حاملانِ شریعت پہ لاکھوں سلام

غوث اعظم امام التقیٰ والنقیٰ ، ۔۔۔ جلوۂ شان قدرت پہ لاکھوں سلام

جس کی منبر ہوئی گردنِ اولیاء ۔۔۔ اس قدم کی کرامت پہ لاکھوں سلام

شاہ برکات و برکات پیشینیاں ۔۔۔ نوبہار طریقت پہ لاکھوں سلام

بے عذاب و عتاب و حساب و کتاب ۔۔۔ تا ابد اہل سنت پہ لاکھوں سلام

میرے استاذ ماں باپ بھائی بہن ، ۔۔۔ اہل و ولد عشیرت پہ لاکھوں سلام

ایک میرا ہی رحمت پہ دعویٰ نہیں ۔۔۔ شاہ کی ساری امت پہ لاکھوں سلام

ق

کاش محشر میں جب ان کی آمد ہو اور
بھیجیں سب ان کی شوکت پہ لاکھوں سلام
مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضا
مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام

مرسلہ :- حافظ محمد اجمل اعظمی ۔ دارالعلوم قادریہ چریاکوٹ اعظم گڈھ

علامہ ازہری صاحب رضا کی سعودی حکومت میں گرفتاری کے خلاف احتجاجی بیانات

مفتی اعظم اختر رضا خانصاحب کی گرفتاری پر ہندوستان پاکستان میں غم و غصے کی لہر ——— نئی دنیا۔

مفتی اعظم اختر رضا خاں صاحب کی مکہ معظمہ میں گرفتاری پر ہندوستان اور پاکستان میں زبردست بے چینی پھیل گئی ہے۔ اور غم و غصہ کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ سعودی عرب کی حکومت کو اختر رضا خانصاحب کو صرف عقیدے کے اختلاف کی بنا پر گرفتار نہ کرنا چاہئے تھا۔ انڈونیشیا سے لے کر مراکش تک مسلمان کتنے مختلف عقائد کے پابند ہیں یہ حقیقت سبھی جانتے ہیں۔ سعودی عرب کی حکومت کے سربراہوں اور ذمہ داروں کا جو عقیدہ ہے بہت سے اسلامی ملکوں میں مسلمانوں کا عقیدہ اس سے مختلف ہے۔ لیکن عقائد کے اختلاف کے باوجود خانہ کعبہ، اور روضۂ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر ہر ایک مسلمان کا برابر حق ہے۔ اللہ کی وحدانیت اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر یقین رکھنے والے کسی مسلمان کو نہ تو خانہ کعبہ میں نماز ادا کرنے اور حج وعمرہ کرنے سے روکا جا سکتا ہے، اور نہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مبارکہ کی زیارت کرنے سے محروم رکھا جا سکتا ہے۔ سعودی عرب کی حکومت نے عقیدہ کے اختلاف کی بنا پر جو ناپسندیدہ اقدام کیا ہے وہ مسلمانوں میں زبردست انتشار پیدا کرنے کا موجب بن سکتا ہے۔ اور ایک ایسے دور میں جبکہ عالم اسلام کو دشمنان اسلام کی جانب سے زبردست دھمکیوں کا سامنا ہے۔ ضرورت عالم اسلام کو متحد کرنے کی ہے نہ کہ انتشار پیدا کرنے کی۔ مفتی اعظم اختر رضا خاں کو گرفتار کرنے کے سعودی عرب کے اقدام کو ہم کسی طرح بھی اتحاد اسلام کے حق میں ہم تسلیم نہیں کر سکتے۔ اور ہمارا مطالبہ ہے کہ سعودی عرب کی حکومت مفتی اعظم اختر رضا خاں کو جلد از جلد رہا کرے۔ اور ان کو مدینہ منورہ جا کر زیارت روضۂ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم سے محروم رکھنے کا قطعاً کوئی اقدام نہ کرے۔

سعودی عرب کی حکومت کو اس احتجاج کو نظر انداز نہ کرتے رہنا چاہئے جو ہندوستانی مسلمانوں کی جانب سے کیا جا رہا ہے۔ ۳۱ اگست کو مکہ معظمہ میں اختر رضا خانصاحب کو حراست میں لئے جانے کے بعد ہندوستان کے سبھی بڑے شہروں میں اہل سنت وجماعت کے لوگوں کی جانب سے زبردست مظاہرے ہو رہے ہیں۔ بمبئی میں رضا اکیڈمی اور سنی جمعیۃ العلماء ہند نے احتجاجی جلسے کئے جلوس نکالے اور سعودی قونصل خانہ پر مظاہرہ کیا۔ بریلی کی جامع مسجد میں ۵ ستمبر کو بعد نماز جمعہ ایک عظیم جلسۂ احتجاج منعقد ہوا۔ جس کی صدارت عبدالنعیم عزیزی مدیر سنی دنیا نے کی اور مولانا منان رضا خاں صاحب کی قیادت میں ایک جلوس ڈی ایم کورٹ تک گیا۔ اور ڈی ایم کو میمورنڈم

پیش کیا۔ یہ بھی فیصلہ کیا گیا ہے کہ اگر مفتی اعظم اختر رضا خاں صاحب کو سودی حکومت نے فوراً رہا نہ کیا تو اہلسنت و جماعت کی جانب سے سودی سفارت خانہ نئی دہلی پر زبردست مظاہرہ کیا جائے گا

سودی عرب کی حکومت کو چاہیے کہ وہ اتحاد اسلام کے پیش نظر کوئی وقت ضائع کئے بغیر مفتی اعظم اختر رضا خاں کو فوراً رہا کر دے تاکہ عقائد کے اختلاف کی بنا پر ملت کا شیرازہ بکھرنے کا خطرہ نہ پیدا ہو۔ اور دشمنان اسلام کو مسلمانوں کی حالت پر ہنسنے اور مذاق اڑانے کا اور عالم اسلام کے خلاف معاندانہ سازشیں و اقدام کا موقع فراہم نہ ہو۔ (شکریہ نئی دنیا ویکلی، نئی دہلی ۲۳ ستمبر ۸۶ء)

مولانا اختر رضا خاں کو زیارت روضۂ نبی سے محروم رکھا گیا۔ اخبار نو

”اخبار نو“ کے پچھلے شمارہ میں مفتی مولانا اختر رضا خاں صاحب بریلوی ازہری کی سودی عرب میں گرفتاری سے متعلق لکھا گیا تھا۔ اب کچھ اخباری اطلاعات اور دستی تحریروں سے ان کی گرفتاری اور آخر کار رہائی کی تصدیق ہو گئی ہے۔ جیسا کہ خیال تھا، مولانا اختر رضا خاں کی گرفتاری سودی عرب سے ان کے مسلک کے اختلاف کی بنا پر کی گئی تھی۔ زیر نظر کالموں میں مولانا اختر رضا خاں کا وہ تحریری بیان پیش کیا جا رہا ہے جو بمبئی پہونچنے کے بعد انہوں نے اخبارات کو دیا ہے۔ اور جس میں اپنی گرفتاری کی کچھ تفصیل بیان کی ہے۔

۳۱ اگست شب میں تین بجے اچانک سودی عرب کے سی، آئی، ڈی اور پولیس کے لوگ میری قیام گاہ پر آئے اور مجھے بیدار کر کے پاسپورٹ طلب کیا اور پھر میرے سامان کی تلاشی کا مطالبہ کیا۔ میرے ساتھ میری پردہ نشین بیوی تھیں۔ انہیں باتھ روم میں بھیجا۔ پھر سی، آئی، ڈی نے باتھ روم کو باہر سے مقفل کر دیا۔ اور وہ لوگ سپاہی کے ساتھ میرے کمرے میں داخل ہوئے۔ مجھے ریوالور کے نشانے پر لیکر حرکت نہ کرنے کی وارننگ دی۔ میرے سامان کی تلاشی لی۔ میرے پاس حضرت مولانا علوی مالکی کی دی ہوئی چند کتابیں اور کچھ کتابیں اعلیٰ حضرت کی اور دلائل الخیرات تھی۔ ان تمام کتابوں کو اپنے قبضے میں لے لیا۔ مجھ سے ٹیلیفون کی ڈائری مانگی جو میرے پاس نہ تھی۔ میرا، میری بیوی کا اور میرے ساتھیوں کے پاسپورٹ، ٹکٹ اور وہ کتابیں لیکر مجھے سی، آئی، ڈی آفس لائے۔ اور یکے بعد دیگرے میرے رفقاء محبوب اور یعقوب کو بھی اٹھا لائے۔ مجھ سے رات میں رسمی گفتگو کے بعد پہلا سوال یہ کیا کہ آپ نے جمعہ کہاں پڑھا؟ میں نے کہا میں مسافر ہوں میرے اوپر جمعہ فرض نہیں۔ لہذا میں نے اپنے گھر میں ظہر پڑھی۔ مجھ سے پوچھا تم حرم میں نماز نہیں پڑھتے ہو؟ میں نے کہا میں حرم سے دور رہتا ہوں۔ حرم طواف کیلئے جاتا ہوں۔ اس لئے میں حرم میں نماز نہیں پڑھ سکتا۔ مجھ سے کہا کہ آپ کیوں اپنے محلے کی مسجد میں نماز نہیں پڑھتے؟ میں نے کہا کہ بہت سے لوگ ہیں جنہیں میں دیکھتا ہوں کہ وہ محلے کی مسجد میں نماز نہیں پڑھتے۔ اور بہت سے لوگوں کے متعلق مجھے محسوس ہوتا ہے کہ وہ سرے سے نمازی ہی نہیں

پڑھتے تو مجھ ہی سے کیوں باز پرس کرتے ہیں۔ مجھ سے پھر بھی اصرار کیا گیا تو میں نے کہا میرے مذہب میں اور لوگوں کے مذہب میں اختلاف ہے۔ آپ حنبلی کہلاتے ہیں اور میں حنفی ہوں۔ اور حنفی مقتدی کی رعایت اگر غیر حنفی امام نہ کرے تو حنفی کی نماز صحیح نہ ہوگی۔ اس وجہ سے میں نماز علیحدہ پڑھتا ہوں۔ مجھ سے علامہ علوی مالکی کی کتابوں کے متعلق پوچھا کہ یہ تمہیں کیسے ملیں۔ میں نے یہ کتابیں مجھے انہوں نے چند روز پہلے دی ہیں جب میں ان سے ملنے گیا تھا۔ مجھ سے سوال ہوا کہ یہ پہلی ملاقات تھی؟ میں نے کہا ہاں یہ پہلی، ملاقات تھی اعلیحضرت کی چند کتابیں دیکھ کر جو نعت اور مسائل حج کے متعلق تھیں۔ مجھ سے پوچھا ان سے تمہارا کیا رشتہ ہے؟ میں نے کہا وہ میرے دادا تھے۔ اس مختصر سی انکوائری کے بعد مجھے رات گذر جانے کے بعد فجر کے وقت جیل میں بھیج دیا گیا۔ دس بجے پھر سی آئی ڈی سے گفتگو ہوئی اس نے مجھ سے پوچھا ہندوستان میں کتنے فرقے ہیں۔ میں نے شیعہ، قادیانی وغیرہ چند فرقے گنائے اور میں نے واضح کیا کہ مولانا احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی نے قادیانیوں کا رد کیا ہے اور اس کے رد میں چھ رسالے جزاء اللہ عدوہ، اور قہر الدیان، السوء والعقاب وغیرہ لکھے ہیں۔ ہم پر کچھ لوگ یہ تہمت لگاتے ہیں اور یہ بتاتے ہیں کہ ہم اور قادیانی ایک ہیں۔ یہ غلط ہے۔ اور وہی لوگ ہمیں بریلوی کہتے ہیں جس سے یہ وہم ہوتا ہے کہ بریلوی کسی نئے مذہب کا نام ہے۔ ایسا نہیں ہے بلکہ ہم اہل سنت وجماعت ہیں۔ سی آئی ڈی کے پوچھنے پر میں نے بتایا کہ احمد رضا خاں بریلوی نے کسی نئے مذہب کی بنیاد نہیں ڈالی۔ بلکہ ان کا مذہب وہی تھا جو سرکار محمد مصطفےٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ وتابعین اور ہر زمانے کے صالحین کا مذہب ہے اور یہ کہ ہم اپنے آپ کو اہل سنت وجماعت کہلانا ہی پسند کرتے ہیں۔ اور ہمیں اس مقصد کے لئے بریلوی کہنا کہ ہم کسی نئے مذہب کے پیرو ہیں ہم پر بہتان ہے۔ سی آئی ڈی کے پوچھنے پر میں نے وہابی اور سنی کا فرق مختصر طور پر واضح کیا۔ میں نے کہا کہ وہابی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب اور ان کی شفاعت اور ان سے توسل اور استمداد اور انہیں پکارنے کے منکر ہیں اور ان امور کو وہ شرک بتاتے ہیں۔ جب کہ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ حضور سے توسل جائز ہے اور انہیں پکارنا بھی اور یہ کہ وہ سنتے بھی ہیں اور اللہ کے بتائے سے غیب جانتے ہیں۔ اور اللہ نے ان کو شفاعت کا منصب عطا فرمایا ہے۔ اور علم غیب پر سی آئی ڈی کے پوچھنے پر آیات قرآن سے میں نے دلیلیں قائم کیں اور ثابت کیا کہ نبوت اطلاع علی الغیب ہی کا نام ہے۔ اور نبی وہی ہے، جو اللہ کے بتانے سے غیب کی خبر دے اور یہ کہ نبی کے واسطے سے ہر مومن غیب جانتا ہے جیسا کہ قرآن میں منصوص ہے۔

سی آئی ڈی کے پوچھنے پر میں نے بتایا کہ سرکار کو بعد وصال بھی غیب کی خبر ہے۔ اس لئے کہ سرکار کی نبوت باقی ہے۔ اور نبوت غیب جاننے ہی کو کہتے ہیں۔ پھر یہ کہ آیتوں میں ایسی قید نہیں ہے جس سے یہ ظاہر ہو کہ وصال کے بعد سرکار غیب نہیں جانتے۔ ایک اور نشست میں سی آئی ڈی کے مطالبے پر توسل کی دلیل میں آیت وابتغوا الیہ الوسیلۃ پڑھی اور یہ بتایا کہ سرکار سے توسل منجملہ اعمال صالحہ ہے۔ اور یہ کہ کسی عمل کا صالح ہونا اور وسیلہ ہونا اس شرط پر موقوف ہے کہ وہ

مقبول ہو۔ اور سرکار رسالت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلاشبہ مقبول بارگاہ الوہیت ہیں بلکہ سید المقبولین توان سے توسل بدرجۂ اولیٰ جائز ہے۔ اور توسل شرک نہیں۔ سی آئی ڈی کے کہنے پر میں نے مزید کہا کہ کسی سے اس طور پر مدد مانگنا کہ اللہ کے سوا اسکو مستقل اور فاعل حقیقی سمجھے شرک ہے۔ اور ہم اس طور پر کسی سے مدد مانگنے کے قائل نہیں ہیں۔ ہاں اللہ کی مدد کا وسیلہ جان کر کسی مقبول بارگاہ الٰہی سے مدد مانگنا یہ ہرگز شرک نہیں ہے۔ سی آئی ڈی نے مجھ سے محمد ابن عبدالوہاب کے بارے میں پوچھا میں نے اس کا جواب دے کر یہ کہا کہ ہم میں اور وہابیوں میں یہ فرق ہے کہ وہ ہمیں توسل وغیرہ امور کی بنا پر کافر و مشرک کہتے ہیں۔ لیکن ہم ان کو محض اسی بنا پر کافر و مشرک نہیں کہتے ______

دوسرے دن میرے ان بیانات کی روشنی میں سی آئی ڈی نے میرے لئے ایک اقرار اس نے خود لکھ مجھے سنایا جو یوں تھا میں فلاں بن فلاں بریلوی مذہب کا متبع ہوں میں نے اعتراض کیا کہ میں بار بار یہ کہہ چکا ہوں کہ بریلوی کوئی مذہب نہیں ہے اور اگر کوئی نیا مذہب بنام بریلوی ہے تو میں اس سے بری ہوں۔ آگے اقرار نامہ میں اس نے یوں لکھا کہ میں امام احمد رضا کا پیرو ہوں، اور بریلویوں میں سے ایک ہوں اور ہمارا عقیدہ ہے سرکار سے توسل اور استغاثہ اور انکو پکارنا جائز ہے۔ اور سرکار غیب جانتے ہیں اور وہابی ان امور کو شرک بتاتے ہیں اور یہ کہ میں ان کے پیچھے اس وجہ سے نماز نہیں پڑھتا ہوں کہ وہ ہم سنیوں کو مشرک بتاتے ہیں۔

اقرار نامے کے آخر میں میرے مطالبہ پر اس نے یہ اضافہ کیا کہ بریلویت کوئی نیا مذہب نہیں ہے۔ اور ہم لوگ اپنے آدمی کو اہل سنت وجماعت ہی کہلانا پسند کرتے ہیں۔ پھر مختلف نشستوں میں بار بار وہی سوالات دہرائے گئے۔ بعد میں میرے سفر لندن کے بارے میں پوچھا اور یہ کہا کہ وہاں کیا آپ نے کسی کانفرنس میں شرکت کی ہے؟۔ میں نے جواب دیا کہ کانفرنس حکومت کے پیمانے پر اور سیاسی سطح پر ہوتی ہے۔ ہم لوگ نہ سیاسی ہیں نہ کسی حکومت سے ہمارا رابطہ ہے۔ سی، آئی ڈی کے پوچھنے پر میں نے بتایا کہ لندن کے اس اجلاس میں جس میں میں شریک تھا بنام بریلویت کوئی مباحثہ نہ ہوا۔ بلکہ اتحاد اسلامی اور تنظیم المسلمین پر تقاریر ہوئیں۔ اور اس جلسے کا خرچ وہاں کے سنی مسلمانوں نے اٹھایا اور اس میں یہ مطالبہ کیا گیا کہ امام احمد رضا فاضل بریلوی کے پیرو اہلسنت وجماعت کو رابطۂ عالم اسلامی میں نمائندگی دی جائے جس طرح ندویوں وغیرہ کو رابطہ میں نمائندگی حاصل ہے۔ سی، آئی، ڈی کے پوچھنے پر میں نے بتایا کہ یہ تجویز باتفاق رائے پاس ہوئی تھی۔ تیسری نشست میں جب وہ دو نشستوں کی تفتیش ختم ہو چکی اور میرا اقرار نامہ خود تیار کر چکے تو مجھ سے ایک بڑے سی، آئی، ڈی آفیسر نے کہا کہ میں آپ کا آپ کے علم، عمر اور شخصیت کی وجہ سے احترام کرتا ہوں اور آپ سے مخصوص اوقات میں دعاؤں کا طالب ہوں۔

گرفتاری کا سبب میرے پوچھنے پر اس نے بتایا کہ آپ کا کیس معمولی ہے ورنہ اس وقت جب سپاہی ہتھکڑی ڈال کر لایا تھا میں آپ کی ہتھکڑی نہ کھلواتا۔ مختصر یہ ہے کہ مسلسل سوالات کے باوجود میرا جرم میرے بار بار پوچھنے کے بعد بھی مجھے نہ بتایا۔ بلکہ یہی کہتے رہے کہ میرا معاملہ اہمیت نہیں رکھتا۔ لیکن اس کے باوجود میری رہائی میں تاخیر کی

اور بغیر اظہار جرم مجھے مدینہ منورہ کی حاضری سے موقوف رکھا۔

اور گیارہ دنوں کے بعد جب مجھے جدہ روانہ کیا گیا۔ تو میرے ہاتھوں میں جدہ ایئرپورٹ تک ہتکڑی پہنائے رکھی اور راستے میں نماز ظہر کے لئے موقعہ بھی نہ دیا گیا اسوجہ سے میری نماز ظہر قضا ہو گئی۔

اس گرفتاری پر برصغیر ہند، پاک کے مسلمانوں میں شدید غم وغصہ پیدا ہوا۔ جس کا اندازہ خصوصاً بمبئی کے اردو، گجراتی اور بعض انگریزی اخبارات میں شائع ہونے والی خبروں سے کیا جاسکتا ہے۔ حکومت سعودی عرب کی کارروائی پر رضا اکیڈمی بمبئی، سنی جمعیۃ العلماء، آل انڈیا مسلم پرسنل لا کانفرنس اور دوسری تنظیموں کی طرف سے پرزور احتجاج کیا گیا۔ اور بمبئی میں سعودی عرب کے قونصل خانہ پر مظاہرہ نیز ملک کے دوسرے مقامات پر جلسے ہوئے۔ اور سعودی حکومت اور اسکے سفارتی نمائندوں کو تار بھیجے گئے اور مولانا موصوف کی بلا شرط رہائی اور انھیں مدینہ منورہ جانے کی اجازت دینے کا مطالبہ کیا گیا۔

ہمارے قارئین کو معلوم ہونا چاہئے کہ مولانا اختر رضا خاں فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلے کے مقتدر عالم دین، مفتی، روحانی پیشوا ہیں۔ انکے خلاف سعودی عرب جیسے اسلامی ملک کی کارروائی برصغیر کے کثیر مسلمانوں کی دل آزاری اور حکومت سعودی عرب کے خلاف ان کی بدگمانی کا موجب ہوئی ہے۔ جو بحالات موجودہ پورے عالم اسلام کے لئے افسوسناک بات ہے۔ مولانا اختر رضا خاں ۳۱ر اگست کو گرفتار کئے گئے تھے اور انہیں ۱۱ ستمبر کو رہا کر کے سیدھا ہوائی اڈے پر پہونچایا۔ اور ایئر انڈیا کی پرواز سے بمبئی واپس روانہ کر دیا گیا۔ سوال یہ ہے کہ مولانا اختر رضا خاں کو مکہ سے مدینہ منورہ جانے کی اجازت کیوں نہیں دی گئی؟۔ رہائی کے فوراً بعد انہیں واپس ہندوستان بھیجنے کی کوئی معقول وجہ نظر نہیں

الخ۔ مکہ مکرمہ، خانہ کعبہ مدینہ منورہ، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا روضۂ اقدس کسی کے بھی جدی میراث اور خاندانی جاگیر نہیں اور اس پر تمام مسلمانانِ عالم کا برابر کا حق ہے۔

(بشکریہ اخبار نو دہلی ۲۶ تا ۳ ر اکتوبر ۱۹۸۶ء) ——

آل انڈیا تبلیغ سیرت رضا اکیڈمی اور سنی اسٹو

بمبئی میں عظیم الشان احتجاجی جلوس۔

ڈنس فیڈریشن (S.O.F) کے زیراہتمام ۲۱ر محرم الحرام

۱۴۰۷ھ مطابق ۲۶ ستمبر ۱۹۸۶ء کو بعد نماز جمعہ ایک عظیم الشان احتجاجی جلوس مستان تالاب ناگپاڑہ بمبئی ۸ سے زیر قیادت نائب مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق صاحب امجدی، حضرت مولانا ضیاء المصطفےٰ صاحب شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ مبارکپور، و مولانا عبید اللہ خاں اعظمی جس میں مہان خصوصی کی حیثیت سے علامہ اختر رضا خاں ازہری جانشین مفتی اعظم ہند جلوہ فرما تھے ۔ یہ احتجاجی جلوس مکہ مکرمہ میں علامہ اختر رضا ازہری کیساتھ سعودی نجدی حکمرانوں کے غیر اسلامی غیر اخلاقی اور غیر انسانی زیادتیوں کے خلاف تھا ۔ جو انہوں نے مکہ شریف میں حضرت علامہ پر کیں ۔ اور مدینہ طیبہ کی زیارت با برکت کے بغیر ہی ہندوستان واپس کر دیا ۔

جلوس انتہائی نظم ونسق کے ساتھ سعودی قونصل خانہ گیا وہاں پر مولانا عبید اللہ خاں اعظمی اور مولانا چمن قادری کی سعودی مظالم اور آئے دن سنی رہنماؤں کے ساتھ سعودی نجدی حکمرانوں کی چیرہ دستیوں کے خلاف ولولہ انگیز تقریریں ہوئیں ۔ اور ایک میمورنڈم سعودی قونصل خانہ کو پیش کیا گیا ۔

قاری محمد سلیم خان رضوی، آفس انچارج
آل انڈیا تبلیغ سیرت بمبئی مہاراشٹرا ۸ گراؤنڈ ۵۵ جیب منزل ڈمٹمکر روڈ ۔ ناگپاڑہ ۔ بمبئی ۸

دہلی میں مولانا اختر رضا خاں کی گرفتاری پر سخت احتجاج ۔

نئی دہلی ۔ اس خبر نے مسلمانان ہند کو نہایت تشویش و اضطراب اور کرب و اذیت میں مبتلا کر دیا کہ مفتی اعظم ہند علامہ اختر رضا ازہری کو سعودی حکومت نے بتاریخ ۳۱ اگست ۱۹۸۶ء مکہ مکرمہ میں گرفتار کر لیا ۔

علامہ اختر رضا ازہری خانقاہ رضویہ بریلی شریف کے سجادہ نشین، ہندوستانی مسلمانوں کے مذہبی و روحانی مقتدا و پیشوا، بین الاقوامی شخصیت کے حامل، جلیل القدر و متبحر عالم دین، اور خطیب و مبلغ اسلام ہیں ۔

کل ہند مسلم پرسنل کانفرنس کی ایک ہنگامی میٹنگ میں علامہ ارشد القادری صدر کانفرنس، مولانا لیسین اختر مصباحی نائب صدر، مولانا حافظ عبید اللہ سکریٹری و دیگر عہدیداران و ارکان کانفرنس نے اس گرفتاری کے خلاف سخت احتجاج کرتے ہوئے سعودی حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ علامہ اختر رضا ازہری کو باعزت طور پر فوراً رہا کرکے عالم اسلام کے اضطراب و بے چینی کو دور کرے

کانفرنس نے حکومت ہند سے بھی اپیل کی ہے، کہ مسلمانوں کے جذبات و احساسات سے سعودی حکومت کو باخبر کرے ۔

مرسلہ شکیل احمد بدایونی ۱۸۸ اسٹریٹ ۱۲ ذاکر نگر ۔ نئی دہلی ۲۵

حکومت سعودیہ کے خلاف خاموش احتجاجی جلوس ۔

بمبئی ۲۶ ستمبر بعد نماز جمعہ مستان تالاب سے سنی اسٹوڈینٹس فیڈریشن، آل انڈیا تبلیغ سیرت، اور رضا اکیڈمی بمبئی کے زیر اہتمام ایک تاریخی خاموش احتجاجی جلوس نکلا۔ جو سعودیہ حکومت کے سنیوں پر بڑھتے ہوئے ظلم و استبداد کے خلاف نکالا گیا۔ اس تاریخ ساز جلوس کی قیادت نائب مفتی اعظم حضرت مفتی محمد شریف الحق صاحب شارح بخاری، محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفےٰ صاحب پرنسپل الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور اور مقرر شعلہ بیان مولانا عبید اللہ اعظمی رضوی نے کی۔ جلوس کے آغاز میں مولانا عبید اللہ خاں صاحب نے جلوس کے ہزاروں شرکاء سے خطاب فرماتے ہوئے کہا کہ مکہ و مدینہ پر تمام عالم کے مسلمانوں کا برابر کا حق ہے۔ حکومت سعودیہ کو کوئی حق نہیں پہونچتا کہ حجاج کرام کو بلا کسی جرم کے جیل میں ڈال کر قید و بند کی صعوبتوں میں مبتلا کرے اور پھر زیارت مدینہ منورہ کے روانہ کردے۔ جیسا کہ سنیوں کے جانشین مفتی اعظم علامہ اختر رضا خاں صاحب قبلہ کو گیارہ روز بے جرم و گناہ قید میں رکھنے کے بعد بغیر حاضریٔ مدینہ منورہ بمبئی روانہ کر دیا گیا۔

یہ خاموش جلوس مختلف بنرس اور دستی تختوں کے ذریعے اپنے عزم، مانگ اور غم و غصہ کا اظہار کرتا ہوا نہایت نظم و ضبط کے ساتھ سعودیہ عربیہ کے قونصل خانہ کی طرف روانہ ہوا۔ ایک اندازے کے مطابق مجمع پچاس ہزار کی تعداد سے زیادہ تجاوز کر گیا تھا۔ سعودی قونصل خانہ کے قریب ہی پولیس نے اس جلوس کو روک لیا۔ اس وقت مولانا عبید اللہ خاں صاحب نے اپنی ولولہ انگیز تقریر میں کہا کہ خلفائے راشدین میں سے کسی نے سرزمین عرب کو اپنے نام سے موسوم نہیں کیا۔ مولانا موصوف نے فرمایا کہ حکومت سعودیہ نے ہمارے مطالبات نہ مانے اور سنی حجاج پر ظلم و تشدد اسی طرح جاری رہا تو ہم سنی مسلمان اس سے سخت قدم اٹھائیں گے۔ یہاں تک ہم اپنے دین و مذہب کے تحفظ کے لئے جان تک دینے میں دریغ نہ کریں گے تقریر کے بعد قائدین حضرات اور رضا اکیڈمی کے سکریٹری جناب محمد سعید نوری صاحب نے قونصل خانہ جاکر میمورنڈم پیش کیا (جو نیچے درج کیا جاتا ہے) اور پھر صلوٰۃ وسلام و دعا کے بعد جلوس اختتام پذیر ہوا۔

قونصل جنرل، حکومت سعودیہ عربیہ۔

رضا اکیڈمی بمبئی کے زیر اہتمام اہلسنت وجماعت کا یہ خاموش جلوس جو ہندوستان کے تمام سنیوں کی نمائندگی کرتا ہے مندرجہ ذیل تجاویز پیش کرتا ہے۔

(۱) علامہ اختر رضا خاں صاحب کی ۳۱ راگست ۱۹۸۶ء کو مکہ مکرمہ میں غیر آئینی و غیر منصفانہ اور مدینہ منورہ کی حاضری کی اجازت نہ دینے پر نہ صرف علامہ موصوف کو تکلیف پہونچی بلکہ اس سے ان کی توہین بھی ہوئی جس سے ہندوستان کے تمام سنی متاثر ہوئے۔

(۲) سعودی حکومت کے اس فعل سے ان ہندوستانی حجاج کی بھی توہین ہوئی جو اپنے مذہبی فرائض کی ادائیگی کے لئے مکہ جاتے ہیں۔ ہندوستانی حجاج کی یہ توہین ہندوستان کی حکومت کی توہین کے مترادف ہے کہ اس کی قومیت کے حامل کی بے عزتی کی گئی۔

(۳) علامہ موصوف کی ظالمانہ گرفتاری اور ان سے ناروا

سلوک سے تمام عالم کی بے عزتی ہوئی۔

(۴) لہذا سعودی حکومت معافی نامہ کا اعلان کرے۔ اور کفارے کے تحت علامہ موصوف کو مکہ و مدینہ کی زیارت کے لئے مدعو کرے۔

(۵) مستقبل میں اس قسم کے فعل کو دہرایا نہ جائے اور بنام اسلام سنیوں پر وہابیت مسلط نہ کرے۔ اور نہ ہی انہیں سعودی امام کے پیچھے نماز پڑھنے پر مجبور کیا جائے۔ اس طرح کی پریشانیاں اور مظالم ہندوستان کے حاجیوں پر نہ کئے جائیں۔ انہیں اپنے فرائض کی ادائیگی ان کے اپنے ایمان واعتقاد اور مسلک کے مطابق ادا کرنے کی مکمل آزادی دی جائے۔

(۶) سنی مصنفوں کی کتابوں پر کسی قسم کی پابندی عائد نہ کی جائے اور نہ ہی ممنوع قرار دی جائے۔ جسے برائے مطالعہ ہندوستانی حجاج اپنے ساتھ رکھتے ہیں۔

(۷) اگر حکومت سعودیہ نے اپنے مظالم کو نہ روکا اور نہ اس کے متعلق یقین دلایا تو تمام عالم اسلام میں احتجاج کا طوفان اٹھے گا۔

محمد سعید نوری

سکریٹری رضا اکیڈمی - بمبئی۔

ضیاء الاسلام ہوڑہ میں احتجاجی جلسہ

نبیرۂ اعلیٰ حضرت قائم مقام مفتی اعظم ہند مقتدائے اہلسنت حضرت علامہ اختر رضا خاں صاحب قبلہ ازہری پر سعودیہ عربیہ کی نجدی وہابی حکومت کے جبر وظلم و گرفتاری سے متعلق پورے عالم اسلام میں غم وغصہ کی لہر دوڑ گئی۔ چنانچہ کلکتہ کے مضافاتی شہر ہوڑہ میں بھی اس واقعہ کا شدید رد عمل ہوا۔ یہاں بھی اہل سنت وجماعت کے تمام افراد نے پرزور مظاہرہ کیا۔ اور بنگال کی مرکزی دینی درسگاہ دار العلوم ضیاء الاسلام ہوڑہ میں فوراً ۱۱ر ستمبر ۸۶ء کو ایک احتجاجی جلسہ کا انعقاد کیا گیا۔ جس میں کثیر تعداد میں لوگوں نے شرکت کی۔

جلسے کا آغاز کلام مقدس کی تلاوت سے ہوا نعت ومنقبت کے بعد دار العلوم کے استاذ حضرت مولانا علاء قمر الحسن صاحب قمر بستوی نے وہابیہ کی ناپاک سازشوں اور ان کے چہروں پر تقدس کے گھناؤنے پردوں کو چاک کیا۔

اس کے بعد اسی دانشگاہ کے دوسرے مدرس عالم ذی شان حضرت مولانا قاری حیدر علی صاحب حیدر فیض آبادی نے اس گھناؤنے کردار پر اظہار تاسف کرتے ہوئے نجدیوں کی دین متین میں تحریف اور مزارات صحابہ رضی اللہ عنہم کی پامالی نیز ملک و بیرون ملک میں بنام اسلام ان کی شاطرانہ چالوں کی نقاب کشائی کی۔

اس کے بعد حضرت مولانا محمد ابو الکلام احسن القادری صاحب نے بھی اپنے غم کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اعلیحضرت کی کچھار کا شیر کوئی دیوبندی کی روباہ نہیں جو مصلحت وقت کی بنیاد پر تقیہ بازی کرے۔ بلکہ اہلسنت کا کوئی بھی فرد وہ بطل جلیل ہوتا ہے۔ جو حق کا نعرۂ انقلاب ایوان باطل میں بھی بلند کرتا ہوا نظر آتا ہے۔ اس کے علاوہ اور دیگر علمائے کرام نے بھی شرکت کی۔ (محمد سلیم حبیبی)

سعودی عرب میں علامہ اختر رضا خاں ازہری کے ساتھ وحشیانہ سلوک کا مسئلہ علمائے اہلسنت کی طرف سے سعودی حکومت جس غلط فہمی میں مبتلا ہے اس کا ازالہ اب ضروری ہو گیا ہے۔ ارشد القادری

کروڑوں مسلمانوں کے مرجع عقیدت نبیرۂ اعلیٰ حضرت، علامہ اختر رضا خاں ازہری امسال سفر حج وزیارت پر گئے تھے۔ ان کی اہلیہ بھی شریک سفر تھیں عرفات سے واپس لوٹنے کے بعد سعودی حکام نے رات کے وقت مکہ معظمہ میں ان کی قیام گاہ سے انہیں گرفتار کر کے جیل بھیجدیا۔ اور دس دن کے بعد انہیں رہا کیا۔

حضرت موصوف نے اپنی گرفتاری کی جو رپورٹ اخبارات کو ارسال کی ہے۔ اسے پڑھنے کے بعد رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ہم سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ جس حکومت کا یہ دعویٰ ہے کہ اس اساس کتاب وسنت پر ہے۔ وہاں ایک عالم دین کے ساتھ اس طرح کا وحشیانہ سلوک بھی ہو سکتا ہے۔ علامہ ازہری کے بیان کے مطابق ان کے کمرے میں داخل ہوتے ہی ریوالور تان کر انہیں ساکت وجامد رہنے کا حکم دیا گیا۔ جب ان کے ہاتھوں ہتھکڑی ڈال کر ساتھ چلنے کے لئے کہا گیا تو انہوں نے کہا کہ میری اہلیہ بھی میرے ساتھ ہیں۔ میرے بعد یہاں انکا نگراں کون ہوگا؟ اس پر ان کی اہلیہ کو غسل خانہ میں بند کر کے دروازہ باہر سے مقفل کر دیا گیا۔ رہائی کے بعد جب انہیں جدہ ایرپورٹ لیجا گیا تو راستے بھر ان کے ہاتھوں میں ہتھکڑی تھی۔ یہاں تک کہ ظہر کی نماز کے لئے بھی انکی ہتھکڑی نہیں کھولی گئی اور ان کی نماز قضا ہو گئی۔ انہیں مدینہ طیبہ جانے سے روک دیا گیا۔ اور جدہ سے سیدھے بمبئی روانہ کر دیا۔

قیام گاہ سے لے کر جیل تک علامہ ازہری سعودی حکام سے بار بار دریافت کرتے رہے کہ مجھے بتایا جائے کہ کس قصور پر مجھے گرفتار کیا گیا ہے۔ لیکن اس سوال کا انہیں کوئی جواب نہیں دیا گیا۔ رہائی کے وقت ان سے ان الفاظ میں معذرت کی گئی کہ ہم آپ کے علم، آپ کی عمر، آپ کی شخصیت کا احترام کرتے ہیں۔ ہمارے لئے مخصوص اوقات میں دعا کیجئے گا۔ البتہ ان سے کئے گئے سوالات وجوابات کی روشنی میں سعودی حکام نے رہائی سے پیشتر اپنے مرتب کردہ جس اقرارنامے پر ان سے دستخط کرائے اس سے بھی گرفتاری کی کوئی معقول وجہ سمجھ میں نہیں آتی۔ اقرارنامہ یہ تھا۔

"میں فلاں ابن فلاں　بریلوی مذہب کا متبع ہوں (ازہری صاحب نے اس فقرے پر اعتراض کرتے ہوئے کہا کہ میں بار بار یہ کہہ چکا ہوں کہ بریلوی کوئی مذہب نہیں ہے۔ اور اگر کوئی نیا مذہب بنام بریلوی ہے تو میں اس سے بری ہوں۔ اس کے آگے اقرارنامہ کی عبارت یہ ہے) میں امام احمد رضا کا پیرو ہوں اور بریلویوں میں سے ایک ہوں۔ اور ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ حضور صلی

اللہ علیہ وسلم سے توسل اور استغاثہ اور انکو پکارنا جائز ہے۔ اور حضور غیب جانتے ہیں اور وہابی ان امور کو شرک بتاتے ہیں اور یہ کہ میں ان کے پیچھے اس وجہ سے نماز نہیں پڑھتا کہ وہ ہم سنیوں کو مشرک بتاتے ہیں (اقرار نامے کے آخر میں ازہری صاحب کے اصرار پر یہ اضافہ کیا گیا کہ) بریلویت کوئی نیا مذہب نہیں ہے اور ہم لوگ اپنے آپ کو اہلسنت وجماعت ہی کہلانا پسند کرتے ہیں"

اس اقرار نامے سے اچھی طرح واضح ہو جاتا ہے کہ علامہ ازہری نے وہاں نہ کسی اخلاقی جرم کا ارتکاب کیا تھا اور نہ ان کے خلاف سیاسی سرگرمیوں کا کوئی الزام تھا۔ ان کا قصور صرف یہ تھا کہ وہ وہابی عقیدے سے متفق نہیں تھے۔ دنیا کی کوئی مہذب حکومت صرف اتنی سی بات پر کسی غیر ملکی مہمان کے لئے قید و بند کی سزا ہرگز تجویز نہیں کر سکتی کہ وہ اس کے مذہب یا سیاسی عقیدہ سے متفق کیوں نہیں ہے؟۔ مجھے کہنے دیا جائے کہ سعودی عرب میں علامہ ازہری کے ساتھ اس وحشیانہ ذہنیت کا مظاہرہ اب تنہا ایک شخص کا معاملہ نہیں ہے، بلکہ وہاں یہ صورت حال ہر اس شخص کے ساتھ پیش آسکتی ہے جو نجد کے قاضیوں کی رائے سے متفق نہیں ہے۔ اس لئے اپنے مذہبی اور انسانی حقوق کے تحفظ کے لئے اب ضرورت ہے کہ پوری دنیائے اسلام سعودی حکومت سے یہ مطالبہ کرے کہ وہ نجد کے قاضیوں کے خانہ زاد مذہب باہر سے آنے والے مسلمانوں پر بزور شمشیر مسلط کرنے کی ہرگز کوشش نہ کرے۔ غیر منصوص مسائل میں جہاں تک کتاب وسنت سے استفادہ کا تعلق ہے تو اس چیز پر شیخ نجدی کے خاندان کی کچھ تنہا اجارہ داری نہیں ہے کہ جو کچھ انہوں نے سمجھا ہے وہی صحیح ہے باقی دنیا کے سارے علماء کتاب وسنت کے فہم سے نابلد ہیں۔

ٹھیک اسی موقعہ پر جبکہ لیبیا کی دعوت پر ہم اسلامی کانفرنس میں شرکت کرنے کے لئے لندن ہوتے ہوئے طرابلس جا رہے تھے ہم نے دہلی میں سعودی حکومت کے سفیر سے ملاقات کی اور ان کو بتایا کہ ملک کے کروڑوں مسلمان علامہ ازہری کی گرفتاری کی خبر سے سخت بے چین ہیں۔ آپ اپنی حکومت کو مشورہ دیجئے کہ انہیں فوراً رہا کر دے۔ ورنہ کچھ دنوں کے بعد پورے ملک میں سعودی حکومت کے خلاف سخت قسم کا احتجاج شروع ہو جائے گا۔ سفیر موصوف نے یقین دلایا کہ وہ بخیر وعافیت ہیں اور جلد ہی انہیں رہا کر دیا جائے گا۔

گفتگو کے دوران انہوں نے باہمی تبادلۂ خیال کی پیشکش بھی کی تاکہ کتاب وسنت کی روشنی میں مختلف فیہ مسائل کی صحیح تصویر واضح ہو سکے۔ میں نے ان سے وعدہ کیا کہ لیبیا کے سفر سے واپسی کے بعد میں اس کے لئے آپ سے ضرور رابطہ قائم کروں گا۔ اب میں جلد ہی انہیں تفصیلی خط لکھ رہا ہوں اور عام معلومات کے لئے اسے پریس کے حوالہ بھی کر دوں گا۔ ان حالات میں مجھے اردو پریس والوں سے توقع ہے کہ وہ افہام وتفہیم کے سلسلے میں ہمارے ساتھ پرخلوص تعاون کریں گے۔

ارشد القادری، نئی دہلی ۳۰/۹/۸۶ء

سعودی حکومت جواب دے

آج جبکہ الحاد و بے دینی اور مغربیت و سامراجیت نے عالم اسلام کے خلاف دینی، علمی، اخلاقی، سیاسی تہذیبی، صنعتی ہر محاذ پر جنگ چھیڑ رکھی ہے اور اسے شکست دینے کی ہر ممکن تدبیر اختیار کی جارہی ہے۔ ایسے نازک وقت میں سارے مسلمانان عالم کے درمیان اتحاد و اتفاق اور یگانگت و ہم آہنگی کی جو شدید ضرورت ہے اور موجودہ حالات کا جو تقاضہ ہے اس سے کوئی صاحب ہوش و گوش انسان کسی قیمت پر صرفِ نظر نہیں کرسکتا۔

• لیکن اس سال سفر حج کے دوران میرے ساتھ جو سانحہ پیش آیا وہ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ سامراجی طاقتیں مسلمانوں کے درمیان اختلاف و انتشار پھیلانے کے درپے ہیں۔ اور حرمین طیبین کی مقدس سرزمین پر بھی ان کی ناپاک سرگرمیاں جاری ہیں۔

حج کے اس مبارک سفر میں میں نے کوئی ایسا کام نہیں کیا جسے دینی لحاظ سے معاذ اللہ کفر و شرک یا حرام قرار دیا جاسکے۔ کسی غیر قانونی و غیر اخلاقی حرکات کا بھی مجھ پر کوئی الزام نہیں۔ تحریری یا زبانی طور پر وہاں میں نے کوئی ایسا کام نہیں کیا جسے سیاسی سازش یا تخریب کاری کا نام دیا جاسکے۔ اس کے باوجود مجھے کیوں گرفتار کیا گیا۔ پستول کی نوک پر میری تلاشی لی گئی۔ غیر متعلق سوالات کئے گئے۔ مجھے زیارت مدینہ منورہ سے محروم رکھ کر جدہ ایرپورٹ تک ہتھکڑیاں پہنا کر لایا گیا۔ اور بار بار میرے سوال کے باوجود اس قید و بند کی کوئی وجہ نہیں بتائی گئی۔ اس کا مجھے سعودی حکومت سے جواب چاہئے۔ اور ہر حال میں اسے تحریری طور پر جواب دینا ہوگا یا عام مسلمانوں کے سامنے اسے معافی مانگنی ہوگی۔ اور آئندہ کسی حاجی کے ساتھ دست اندازی کی ایسی جرأت نہ کرنے کا وعدہ کرنا ہوگا۔

وزارت خارجہ ہند اور سعودی سفیر متعینہ دہلی سے رابطہ قائم ہے اس سلسلے میں جو جوابات موصول ہوں گے ان سے مسلمانان ہند کو اخبارات کے ذریعہ مطلع کیا جائیگا

اختر رضا خاں ازہری

•• قصیدہ نور کا ••

از:۔ اعلیحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ

صبح طیبہ میں ہوئی بٹتا ہے باڑا نور کا
صدقہ لینے نور کا آیا ہے تارا نور کا
باغ طیبہ میں سُہانا پھول پھولا نور کا
مست بو ہیں بلبلیں پڑھتی ہیں کلمہ نور کا
بارہویں کے چاند کا مجرا ہے سجدہ نور کا
بارہ برجوں سے جھکا اک اک ستارہ نور کا
تیرے ہی ماتھے رہا اے جان سہرا نور کا
بخت جاگا نور کا چمکا ستارہ نور کا
تیرے ہی جانب ہے پانچوں وقت سجدہ نور کا
رخ ہے قبلہ نور کا، ابرو ہے کعبہ نور کا
اے رضا یہ احمدِ نوری کا فیضِ نور ہے
ہوگئی میری غزل بڑھ کر قصیدہ نور کا

نورانیت مصطفےٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

قسط (۱)

مولانا سید محمد فاروق رضوی الہ آبادی
دارالعلوم قادریہ، چریاکوٹ، اعظم گڈھ

حضور اکرم، مالک عرب وعجم محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات طیبہ کو قرآن حکیم میں نور و بشر دونوں فرمایا گیا۔ یعنی آپ نور بھی ہیں بشر بھی ہیں۔ آپ کی بشریت سے تو کسی کو انکار نہیں۔ اہل اسلام بھی اس کے معترف ہیں اور کھلے دشمنانِ دین اسلام کفار و مشرکین بھی۔ کیوں کہ سبھی نے دیکھا کہ ذات رسول سے ایسے واقعات و حقائق رونما ہوئے اور ایسے حوادث منصۂ ظہور پر آئے جو انسانی اور بشری تقاضوں کے عین مطابق ہیں۔ جیسے کہ غزوۂ اُحُد میں دندان مبارک کی شہادت، طائف میں پتھروں کے زخم سے لہولہان ہونا، خورد و نوش وغیرہ امور — یہ سب بشری تقاضوں پر مشتمل ہیں۔

مگر آپ کی نورانیت کی جلوہ گری انہیں حضرات پر عیاں ہوئی جو نورانی قلب و نظر رکھتے تھے۔ اور دولت ایمان وعقیدت سے مالا مال ہوئے۔ ان کے منور قلب و نظر میں وہ عظیم المرتبت حقائق رونما ہوئے جو پیغمبر اسلام محمد عربی صلے اللہ علیہ وسلم کی نورانیت کے تقاضوں کے مطابق و موافق ہیں۔ مثلاً آپ کی ذات انور کا سایہ نہ ہونا، سورج کی روشنی میں نہ چاند کی روشنی میں، واقعہ شق صدر میں شق قلب کے باوجود بقید حیات رہنا، اور معراج کی شب میں ایسے مقامات کی سیر و تفریح جہاں ہوا کی گنجائش و گذر نہیں مسلسل بلا افطار روزے رکھنا اور تکلیف محسوس نہ کرنا۔ ایسے امور آپکی نورانیت کے تقاضوں کے عین مطابق ہیں۔

امت مسلمہ کا متفقہ عقیدہ ہے کہ حضور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نور و بشر تھے۔ یعنی نوری بشر۔

جب ہم حقائق و موجودات پر نگاہ ڈالتے ہیں تو ہم کو دو قسم کے نور کا سراغ لگتا ہے۔ ایک تو وہ نور جس کو ہم اپنی نگاہوں سے دیکھتے ہیں اور ملاحظہ کرتے ہیں کہ خود تابندہ و درخشندہ ہے اور دوسروں کو بھی تابندگی و درخشندگی عطا کرتا ہے۔ خود روشن اور دوسروں کو روشنی عنایت کرتا ہے۔ مثلاً آفتاب خود روشن ہے۔ اور ماہ وانجم کو روشنی و درخشندگی عطا کرتا ہے۔ اس قسم کے نور کو ہم نور حسی سے تعبیر کرتے ہیں۔

اور ایک وہ نور جس کا ادراک وشعور ہمارے حواس ظاہری نہیں کر پاتے بلکہ بذریعہ عقل ہم ادراک کرتے ہیں کہ یہ نور ہے۔ بلکہ محض عقل اس کی نورانیت کی قائل ہے۔ قرآن کریم کو نور کہا گیا ہے۔ لیکن اس نور کی چمک دمک کا احساس ہمارے حواس کو نہیں ہوتا۔ بلکہ عقل اس کی نورانیت کو باور کرنے والی ہے کہ یہ نور ہے۔ جس طرح خارجی نور سے ہمیں راستہ ملتا ہے، اور اس کی مدد سے ہم چلتے ہیں اسی طرح یہ نور کہ اس سے آخرت کا راستہ ملتا ہے اور خدا تک پہونچنے کی راہ اس سے عیاں ہوتی ہے۔

تعریف نور

نور وہ ہے جو بذات خود ظاہر ہو،

اور دوسرے کو ظاہر کرنے والا ہو۔

اللہ تعالیٰ کا نور حقیقی طور پر نور ذاتی، ازلی، ابدی ہے۔ جو بذات خود ظاہر و باہر ہے اور جس کو اس نے ظاہر فرمایا ظاہر ہوا [۱]

لیکن نبی اکرم تاجدار دوعالم محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کی عطا اور اس کے بنانے سے نور ہیں۔ اللہ تعالیٰ حقیقی طور پر ازلاً وابداً سمیع (سننے والا) بصیر (دیکھنے والا) علیم (جاننے والا) خبیر (خبر رکھنے والا) ہے۔ اپنے لئے فرماتا ہے اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ۔ بیشک وہی (رب) سننے والا، دیکھنے والا ہے۔ اس آیت کریمہ میں رب نے اپنے آپ کو سمیع و بصیر فرمایا ہے اور دوسری آیت میں انسان کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے۔

اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًۢا بَصِيْرًا (پ ۲۹ ۱۹)

ترجمہ:- بیشک ہم نے آدمی کو پیدا کیا ملی ہوئی منی سے کہ ہم اسے جانچیں تو اسے سنتا، دیکھتا کر دیا۔ (کنز الایمان)

تمام صفات کا یہی حال ہے کہ رب تعالیٰ بذات خود بغیر کسی عطا کے ان صفات سے موصوف ہے اور مخلوق عطائی طور پر رب تعالیٰ کے بنانے سے ان صفات سے عارضی طور پر موصوف ہے۔ صرف لفظ کے اندر اشتراک ہے اور معنی کے اندر بہت بڑا فرق ہے۔

سیدنا محمد عربی صلے اللہ علیہ وسلم کے نور خدا سے پیدا ہونے کے یہ معنی نہیں کہ آپ خدا کے نور کے ٹکڑا ہیں۔ اور نہ یہ کہ نور خدا نور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اصل و مادہ ہے۔ اور نہ یہ کہ حضور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی طرح ازلی ابدی ذاتی نور ہیں — اور نہ یہ کہ رب تعالیٰ حضور میں سرایت کر گیا ہے۔ جس کی بنیاد پر شرک و کفر لازم آئے۔ بلکہ حضور کے نور خدا سے پیدا ہونے کا صرف یہ معنی ہے کہ آپ بے واسطہ ذات خدا سے فیض حاصل کرنے والے ہیں۔ اور ساری مخلوق آپکے واسطے سے۔ جیسے ایک شمع سے دوسری شمع نے فیض نور حاصل کیا اور پھر اس دوسری شمع سے ہزاروں شمعوں نے تو اب غور کیجئے کہ ہزاروں شمعوں نے حقیقت میں پہلی ہی شمع سے فیض نور حاصل کیا لیکن بلا واسطہ نہیں۔ بلکہ ایک شمع کے واسطے سے۔

اسی طرح چاند کی روشنی سے مستفید و مستنیر ہونے والا سارا عالم ہے۔ اور اس کی یہ نور پاشی بھی خورشید کے نور کا فیضان ہے کہ چاند نے آفتاب سے فیض نور حاصل کیا اور رات میں عالم کو نوازا۔

اسی طرح میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم تحصیل نور ربانی کے لئے واسطہ و وسیلہ ہیں۔ اسی وسیلہ سے ساری دنیا فیض ربانی حاصل کر رہی ہے۔ تو نور خدا سے ہونے کا مطلب صرف یہی ہے کہ سیدنا محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نور اللہ رب العزت سے بلا واسطہ خلعت وجود پانے والا ہے

حضور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق دو اعتبار و لحاظ ہیں۔

ایک شخص محمدی — دوسری حقیقت محمدی

شخص محمدی

اس جسم اقدس کا نام ہے جو اولاً

---

[۱] مرجع رسالہ نور ۱۲

آدم علیہ السلام میں بی بی آمنہ کے شکم اطہر سے پیدا ہو ـــــ تمام انبیا علیہم السلام کے بعد فرش گیتی پر جلوہ نما ہوا۔ جو اس عالم میں تمام رشتوں سے منسلک ہوا۔ بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کا نور نظر ہوا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا سرتاج بنا ــ اور حضرت ابراہیم، طیب، طاہر اور فاطمہ زہرا کا والد نامدار ہوا وغیرہ۔ یہ تمام رشتے اس شخص محمدی کے صفات ہیں۔

حقیقت محمدی

اصطلاح صوفیہ میں ذات مطلقہ (خدا) کے پہلے تعین کا نام ہے عین ذات کی تجلی بلا واسطہ ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔ باقی سب ہمارے حضور کے نور وظہور ہیں۔ شخص محمدی کے بارے میں ارشاد ہوا قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ۔ ترجمہ :۔ تم فرماؤ ظاہر صورت بشری میں تو میں تم جیسا ہوں (کنز الایمان پ۱۶ ع۳)

اور حقیقت محمدی کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ارشاد فرمایا۔

"ہم اس وقت نبی تھے جبکہ آدم علیہ السلام آب وگل میں جلوہ گر تھے"!

اور فرمایا۔

"اے ابوبکر میری حقیقت کو میرے رب کے سوا کسی نے نہ پہچانا"!

حقیقت محمدی سارے عالم کی اصل وسبب وجود ہے اسی طرح حقیقت محمدی شخص محمدی میں جلوہ گر ہے۔ نور ربی، برہان خداوندی، دلیل ایزدی ہونا اسی حقیقت محمدی کے اسماء وصفات ہیں [1]

سرکار کی حسی نورانیت

سیدنا محمد عربی صلے اللہ علیہ وسلم کی نورانیت حسی بھی تھی۔ جس کا جاں نثار صحابہ کرام وازواج مطہرات نے بچشم سر مشاہدہ کیا۔ جیساکہ ترمذی شریف کے اندر شمائل شریف میں ہند ابن ابی ہالہ سے ایک لمبی حدیث منقول ہے۔

حدیث :۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عظمت ووجاہت والے تھے۔ آپ کا روئے انور چودہویں شب کے چاند کی طرح جگمگاتا تھا۔ بلند بینی (ناک) تھی اور اس پر ایک نور کا بقعہ ضوفشاں رہتا کہ آدمی خیال نہ کرے تو ناک اس نور کے سبب بہت اونچی معلوم ہو۔

دارمی نے حضرت ربیع بنت معوذ ابن عفراء سے روایت کی۔

حدیث :۔ اے میرے فرزند! اگر تم ان محبوب خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے تو دیکھتے کہ آفتاب طلوع ہو رہا ہے۔

دارمی نے عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے۔

حدیث :۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اگلے دندان مبارک کے درمیان دراز تھی جب کلام فرماتے تو ان دانتوں سے روشنی نکلتی تھی۔

بعض روایات میں ہے کہ اس روشنی سے رات میں سوئی تلاش کر لی گئی۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

سوزنِ گم شدہ ملتی ہے تبسم سے ترے
رات کو صبح بناتا ہے اجالا تیرا۔

[1] ماخوذ از رسالہ نور ۱۲

ترمذی و بیہقی اور ابن حبان حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں۔

"گویا آفتاب ان کے چہرے میں رواں تھا"

مزید فرماتے ہیں۔

"جب حضور تبسم فرماتے تو دیواریں روشن ہو جاتیں"

مواہب لدنیہ شریف میں ہے کہ آپ کے چہرۂ انور میں دیوار کا عکس نظر آتا۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے مدارج النبوۃ جلد اول میں فرمایا۔

"حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا تھا۔ (ترجمہ)

ان تمام روایات سے صاحب عقل و دانش پر یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ سیدنا محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اطہر کی نورانیت صحابہ کرام کو محسوس ہوتی تھی اسی لئے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور کو سورج چاند بتا کر سمجھایا کرتے تھے۔ اسی طرح جسم شریف کا سایہ نہ ہونا، جسم اطہر کی خوشبو سے گلی، کوچہ کا مہک جانا معراج شریف میں آگ کے کرہ کو عبور کرنا اور کچھ اثر نہ ہونا، بے ہوا کی دنیا میں باحیات رہنا وغیرہ سارے امور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانیت کی بین دلیل ہیں۔ اور یہ نورانیت حسی بھی ہے عقلی بھی۔ اسی طرح شق صدر کے موقعہ پر سینہ مبارک سے دل نکال کر فرشتوں کا اسے چیرنا اور دھونا، اور پھر حضور علیہ السلام کا زندہ رہنا اس وجہ سے کہ وہ نور ہیں۔ ورنہ دل پر تھوڑا اثر موت کا سبب ہوتا ہے [۱]

آیات وتفاسیر

سیدنا محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے نور ہونے پر دلائل قرآنی ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) یَا أَیُّہَا النَّبِیُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاکَ شَاہِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیرًا ۝ وَّدَاعِیًا إِلَی اللّٰہِ بِإِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیرًا ۝

ترجمہ:۔ اے نبی! ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر گواہ خوشخبری دینے والا، اور خدا کی طرف بلانے والا، اور روشن چراغ۔

(۲) قَدْ جَاءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُورٌ وَّکِتَابٌ مُّبِینٌ ۝ (پ ۶)

ترجمہ:۔ بیشک اللہ کی طرف سے تمہارے پاس ایک نور آیا اور روشن کتاب (کنز الایمان)

اب حضرات مفسرین کے ارشادات ملاحظہ فرمائیں

(۱) تفسیر جلالین شریف میں "نُورٌ وَّکِتَابٌ مُّبِینٌ" کے ماتحت فرمایا گیا: "نور سے مراد نور محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہے"۔

(۲) تفسیر صاوی شریف میں اسی آیت کے ماتحت فرمایا گیا "رب نے اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نور اس لئے فرمایا کہ وہ بصارتوں کو نورانی کرتے ہیں۔ اور کامیابی کی طرف ہدایت کرتے ہیں۔ اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم ہر حسی اور معنوی نور کی اصل ہیں۔

[۱] ماخوذ از رسالہ نور ۱۲

(۳) تفسیر ابن عباس تنویر المقیاس میں اس آیت کے تحت ہے: "اللہ کا نور رسول ہیں یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم"۔

(۴) تفسیر روح البیان میں اسی آیت کے تحت ہے۔ "کہا گیا ہے کہ اول یعنی نور سے مراد حضور صلے اللہ علیہ وسلم اور کتاب سے مراد قرآن ہے"۔

اسی روح البیان میں سِرَاجًا مُّنِیْرًا (چمکانے والا چراغ) کے تحت فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نور بنایا اور خلق کی طرف بھیجا"۔

(۵) تفسیر بیضاوی میں اس آیت کے تحت فرمایا گیا۔ "حضور کے نور سے بصیرت کے نور حاصل کئے جاتے ہیں"۔

(۶) تفسیر خازن میں مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ کی تفسیر میں فرمایا گیا ہے کہ اس آیت میں رسول کے نور کی مثال دی گئی ہے۔ عبداللہ ابن عباس نے کعب احبار سے اس آیت مَثَلُ نُوْرِهٖ کے بارے میں پوچھا تو کعب احبار نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ مثال اپنے نبی کی دی ہے۔ پس طاق تو حضور کا سینہ ہے، اور فانوس حضور کا قلب مبارک اور اسی میں چراغ نبوت ہے اور شجرۂ مبارکہ نبوت کا درخت ہے یعنی قریب ہے کہ نور محمدی چمک جائے لوگوں کو یہ ظاہر ہو جائے۔ اگرچہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کلام نہ فرمائیں۔

(۷) تفسیر روح البیان شریف میں لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ کی تفسیر میں ہے کہ ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل سے پوچھا کہ تمہاری عمر کتنی ہے۔ عرض کیا کہ یہ مجھے خبر نہیں۔ ہاں اتنا جانتا ہوں کہ چوتھے حجاب میں ایک تارہ ستر ہزار برس کے بعد چمکتا تھا۔ اسے میں نے بہتر ہزار دفعہ چمکتے دیکھا تو فرمایا کہ اے جبرئیل! قسم رب کی وہ تارا میں ہی ہوں اور رب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور حضرت آدم کی پشت میں امانت رکھا۔

——— (باقی آئندہ) ———

جشن آمد سرکار صلی اللہ علیہ وسلم

سید حیات وارثی باغ انوار لکھنؤ ۳

مصطفے کی آمد کا جشن جب مناتے ہیں،
ہم چراغ ایماں کی روشنی بڑھاتے ہیں،
حمد کبریا سُنکر، نعت مصطفےٰ سنکر
لب درود پڑھتے ہیں، قلب جگمگاتے ہیں
شہر علم و عرفاں سے، رابطہ نہیں جن کا
عقل کی جہالت سے وہ فریب کھاتے ہیں
وہ سنوار لیتے ہیں، زندگی کا ہر گوشہ
جو نبی کی سیرت کو، آئینہ بناتے ہیں،
آگیا تصور میں جب روح کا مرکز،
جذبے گنگناتے ہیں، ذہن جگمگاتے ہیں
آگہی تصدق ہے، علم مصطفائی کا،
نجم ضوفشاں ہم کو، راستہ دکھاتے ہیں
قاسم دو عالم کا فیض عام جاری ہے
جو بھی مانگتے ہیں ہم اے حیات پاتے ہیں

سید حیات وارثی
باغ انوار، لکھنؤ ۳

اہلسنّت کی تعریف

• مولانا یٰسین اختر مصباحی نائب صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لا کانفرنس۔ ذاکر نگر۔ نئی دہلی۔ (بھارت)۔

سنی اور شیعہ کی قدیم اصطلاح اور اس کی تعریف سے دنیا کے سارے مسلمان واقف ہیں۔ عہد رسالت کے بعد مسلمانوں میں جو بعض معمولی اختلافات پیدا ہوئے وہ آغاز امر میں اخلاص وللہیت پر مبنی تھے۔ اور نفسانیت کا ان میں دور دور تک کوئی شائبہ نہیں تھا۔ اس کے باوجود یہ حقیقت اپنی جگہ مسلم ہے کہ خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے عہد خلافت کے بعد مسلمانوں کے دو گروہوں میں اختلاف کی سب سے تکلیف دہ اور سنگین نوعیت یہ ہے کہ ان کا شیرازۂ ملی سنی اور شیعہ کے خانوں میں تقسیم ہو کر بکھرنے لگا۔ اور بعد کے ادوار میں اسکے بڑے ہی افسوسناک اور خوفناک نتائج سامنے آئے۔

تاریخ اسلام کا ہر طالب علم جانتا ہے کہ سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے جب اس دار فانی سے عالم جاودانی کی طرف انتقال فرمایا تو "وَاَمْرُھُمْ شُوْرٰی بَیْنَھُمْ" کے فرمان الٰہی کے مطابق حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروق حضرت عثمان غنی اور حضرت علی مرتضیٰ رضوان اللہ علیہم کو یکے بعد دیگرے خلافت کے لئے منتخب کیا گیا اور انہوں نے کتاب وسنت کی بنیاد پر اسلام کی اعلیٰ تعلیمات کو محسوس شکل میں دنیا کے سامنے پیش کر کے نظام حکمرانی کا ہمیں ایسا نمونہ دیا اور ایسی مثال قائم کی کہ اسے خلافت راشدہ کے نام سے یاد رکھنے پر تاریخ آج بھی مجبور ہے۔

صفحات تاریخ پر ہمیں ایک ایسا طبقہ مسلمین ابتدا ہی سے نظر آتا ہے جو افضلیت حضرت علی اور پھر محبت اہل بیت اطہار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا دعویٰ کر کے احکام ومسائل دینیہ میں اتنا اختلاف کرنے لگا کہ شیعہ کے نام سے اس نے ایک مستقل فرقے کی شکل اختیار کر لی اور امتداد زمانہ کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کی اس جماعت سے دور ہوتا گیا جو سواد اعظم ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان "وَاتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَم" کی روشنی میں جس کی اتباع لازم اور ضروری ہے۔

اہلسنت اور اہل تشیع کے درمیان مذہبی سیاسی تصادم کی طویل اور تکلیف دہ داستان کا اعادہ یہاں ہمارا مقصود نہیں۔ عہد اموی وعہد عباسی اور اس کے بعد کی تاریخ کا ایک سرسری مطالعہ ایسے بے شمار امثال وشواہد پیش کر دے گا جن سے دونوں کے فکر ومزاج اور عہد بہ عہد کی تبدیلیوں کا علم ہو جائے گا۔

اہلسنت سے الگ ہٹ کر ماضی قریب کی ان چند نوزائیدہ تحریکوں اور جماعتوں کا ایک نہایت اجمالی خاکہ حاضر خدمت ہے جن کا سررشتہ ماضی بعید سے نہیں ملتا۔

تیرہویں صدی ہجری کے آغاز میں صحرائے نجد سے

ایک ایسی منظم اور طاقتور مذہبی تحریک نے جنم لیا جسے برطانوی استعمار کی رہنمائی اور پشت پناہی حاصل تھی۔ اس نے اپنے بڑھتے ہوئے اثر و نفوذ کے ذریعہ متحارب قبائل نجد کو مجتمع کر کے ایک زبردست تنظیمی و سیاسی طاقت و قوت پیدا کر لی۔

اور حجاز مقدس کی طرف اس کے قدم بڑھنے لگے آل شیخ اور آل سعود کی متحدہ کوششوں اور سازشوں سے ۱۹۲۵ء میں حرمین طیبین پر اس کا غاصبانہ قبضہ ہو گیا۔ اور بزور شمشیر اس نے اپنے مخصوص مذہبی افکار و خیالات کو نظام حکومت میں داخل کر کے عالم اسلام کے لئے ایک قیامت آشوب مشکل پیدا کر دی۔

اس تحریک کا بانی شیخ محمد بن عبد الوہاب نجدی تھا۔ اور وہابی تحریک کے نام سے اسے دنیا آج بھی جانتی پہچانتی ہے۔ اس نئی صورت حال نے اہلسنت اور سنی اصطلاح کو ایک نیا مفہوم دیا۔ اور اب اسے بہت سے مواقع پر وہابی کے مقابلے میں بولا اور سمجھا جاتا ہے۔ مصر و شام، عراق و ترکی، ہندوستان و افغانستان وغیرہ میں لگ بھگ سو سال پہلے جو کتابیں لکھی گئی ہیں انکے مطالعہ سے اس مفہوم کی اچھی طرح تصدیق ہو جاتی ہے۔

نصف صدی پیشتر کا ہندوستان جو اپنی مذہبی و سیاسی آویزش میں اپنی مثال آپ ہے اور جہاں مسلمانوں کی ملی غیرت و حمیت بھی شہرۂ آفاق ہے۔ اس نے تحریر و تقریر کے ذریعہ دینی مناقشوں اور مناظروں کا ایک عجیب ہنگامہ خیز دور دیکھا ہے جو اس افسوسناک نتیجہ پر اختتام پذیر ہوا کہ ملت اسلامیہ ہند دو حصوں میں تقسیم ہو گئی ہے محبوب کردگار صلے اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں اہانت و گستاخی کا ارتکاب کرنے والوں کی باگ ڈور علمائے دیوبند و سہارنپور کے ہاتھوں میں آئی۔ اور تقدیس شان رسالت علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریک کی قیادت دہلی و لاہور، فرنگی محل لکھنؤ، خیرآباد و مارہرہ، رام پور و بدایوں کے علماء نے کی۔

انہیں علماء و مشائخ ہند کی نمائندگی کرتے ہوئے علمائے بریلی نے اس مقدس تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اور سارے علمائے اہلسنت و جماعت کے دلوں کی آواز بنکر ہندوستان کے مذہبی افق پر چھا گئے۔ اور ان زبانوں کو لگام دیدی جو گستاخانہ لب و لہجہ کی عادی اور خوگر ہو رہی تھیں۔ اور جن کے دوش بدوش غیر مقلدیت بھی پروان چڑھ رہی تھی۔

ہندوستان کی اس مخصوص فضا میں سنی اصطلاح کا مفہوم کچھ اور بدلا اور اسے دیوبندی و غیر مقلد کے مقابلے میں استعمال کیا جانے لگا۔ ویسے ان سب کی بنیاد تقویۃ الایمان (تالیف شاہ محمد اسمٰعیل دہلوی) ہے جو ردالاشراک اور کتاب التوحید (عربی تالیف از شیخ محمد بن عبد الوہاب نجدی) کا چربہ ہے۔

مولانا ابوالحسن زید فاروقی سجادہ نشین خانقاہ ابوالخیر چتلی قبر دہلی لکھتے ہیں۔

« حضرت مجدد (الف ثانی سرہندی) کے زمانے سے ۱۲۴۰ھ تک ہندوستان کے مسلمان دو فرقوں میں بٹے رہے۔ ایک اہل سنت و جماعت، دوسرے شیعہ۔

اب مولانا محمد اسمٰعیل دہلوی کا ظہور ہوا۔ وہ شاہ ولی اللہ کے پوتے، اور شاہ عبد العزیز، شاہ رفیع الدین

شاہ عبدالقادر کے بھتیجے تھے۔ ان کا میلان محمد بن عبدالوہاب نجدی کی طرف ہوا۔ اور نجدی کا رسالہ "ردالاشراک" ان کی نظر سے گذرا۔ اور انہوں نے اردو میں تقویۃ الایمان لکھی۔ اس کتاب سے مذہبی آزادی کا دور شروع ہوا۔ کوئی غیر مقلد ہوا، کوئی وہابی بنا، کوئی اہل حدیث کہلایا، کسی نے اپنے کو سلفی کہا۔ ائمہ مجتہدین کی جو منزلت اور احترام دل میں تھا وہ ختم ہوا۔ اور معمولی نوشت و خواند کے افراد امام بننے لگے۔" (ص ۹ ابتدائیہ، اسمٰعیل دہلوی اور تقویۃ الایمان۔ طبع دوم ۱۴۰۴ھ ۱۹۸۴ء شاہ ابوالخیر اکیڈمی دہلی)

اسی تقویۃ الایمان کے بارے میں حلقۂ دیوبند کے ایک عالم مولانا سید احمد رضا بجنوری لکھتے ہیں۔

"افسوس ہے کہ اس کتاب کی وجہ سے مسلمانان ہند و پاک جنکی تعداد بیس کروڑ سے زیادہ ہے اور تقریباً نوے فیصد حنفی المسلک ہیں دو گروہ میں بٹ گئے"

(ص ۱۰، انوار الباری ج ۱۱ ناشر العلوم، بجنور، یوپی)

آج کل بھی مخالفین جو تقویۃ الایمان اور کتاب التوحید کی پیداوار ہیں وہ سواد اعظم اہلسنت و جماعت کے خلاف بڑی ذہانت اور منصوبہ بندی کے ساتھ عربی، انگریزی اردو وغیرہ میں کتب و رسائل لکھ کر عالم اسلام کے گوشے گوشے میں اس غلط فہمی کو رواج دینے کی کوشش کر رہے ہیں کہ ہندوستان میں ایک نئے فرقے کا ظہور ہوا ہے، جس کا نام "بریلویت" ہے۔

یہ مخالفین اپنے لئے سنی اور اہلسنت کی اصطلاح کا زیادہ سے زیادہ استعمال کر رہے ہیں تاکہ کم علم اور بھولے بھالے مسلمان ان کے دام فریب میں آ کر انہیں ہی سنی اور اہل سنت سمجھنے لگیں۔ ان کی خواہش اور حکمت عملی یہ ہے کہ علماء بریلی کو اقلیت میں تبدیل کر کے انہیں معاذ اللہ قادیانیوں اور بہائیوں کی طرح ایک گمراہ فرقے کی حیثیت سے متعارف کرا دیا جائے۔ اور جمہور امت سے ان کا رشتہ کاٹ کر سب سے علیحدہ اور الگ تھلگ کر دیا جائے۔

یہاں بطور مثال صرف ایک کتاب کا نام کافی ہے، جسے ایک لاہوری وہابی احسان الٰہی ظہیر فاضل مدینہ یونیورسٹی نے "البریلویۃ" کے نام سے تصنیف کیا ہے۔ سعودی ریال کے سہارے پوری دنیا میں اس کی اشاعت کی جا رہی ہے اور اس کے ذریعہ افتراق بین المسلمین کا سیاہ کارنامہ انجام دیا جا رہا ہے۔

ہند و پاک کے نجدی ایجنٹ شب و روز اس مہم میں مصروف ہیں۔ اور اپنی کارگذاریوں سے اپنے آقایان نعمت کو برابر مطلع کرتے رہتے ہیں۔ حج وعمرہ اور زیارت کی نیت سے جو علماء و مشائخ اہلسنت حرمین طیبین کی حاضری دیتے ہیں ان کی بھی تفصیلی رپورٹ پہونچتی ہے۔ اور انہیں غیر سنی ثابت کرنے کی بھرپور کوشش کیجاتی ہے۔

اس پس منظر میں آپ اس حادثہ کی اصل وجہ سمجھ سکتے ہیں جو مفتی اعظم ہند حضرت مولانا اختر رضا ازہری سجادہ نشیں خانقاہ رضویہ بریلی شریف کے ساتھ اس سال ۱۳ اگست ۸۶ء کو مکہ مکرمہ میں پیش آیا۔ اور انہیں زیارت مدینہ منورہ سے محروم رکھ کر ہندوستان واپس

کر دیا۔ گرفتاری کے بعد دوران تفتیش آپ نے ارشاد فرمایا۔

"مخالفین ہمیں بریلوی کہتے ہیں، جس سے یہ وہم ہوتا ہے کہ بریلوی کسی نئے مذہب کا نام ہے۔ ایسا نہیں ہے بلکہ ہم اہلسنت وجماعت ہیں۔

مولانا احمد رضا قادری نے کسی نئے مذہب کی بنیاد نہیں ڈالی۔ بلکہ ان کا مذہب وہی تھا جو سرکار محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ وتابعین اور ہر زمانہ کے صالحین کا مذہب ہے۔ ہم اہلسنت وجماعت ہیں اور اپنے آپ کو اہل سنت وجماعت ہی کہتے ہیں۔

ہمیں اس مقصد کے لئے بریلوی کہنا کہ ہم کسی نئے مذہب کے پیرو ہیں۔ ہم پر بہتان ہے۔ بریلوی کوئی مذہب نہیں ہے۔ اور اگر کوئی نیا مذہب بنام بریلوی ہے تو میں اس سے بری ہوں"

چند ماہ پیشتر آپ کے سفر پاکستان کے موقعہ پر جناب ابوزاہد نظامی نے آپ سے ایک انٹرویو لیا تھا۔ دوران گفتگو محمد صدیق زاہد صاحب نے بھی آپ سے ایک سوال کیا۔

"پاکستان میں بعض لوگ اپنے آپ کو بریلوی کہتے ہیں۔ اور بعض اپنے آپ کو دیوبندی کہتے ہیں کیا یہ اچھی بات ہے؟۔

آپ نے فرمایا۔ بریلوی کوئی مسلک نہیں ہے۔ ہم مسلمان ہیں، اہل سنت وجماعت ہیں، ہمارا مسلک یہ ہے کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی مانتے ہیں۔ حضور کے صحابہ کا ادب کرتے ہیں، حضور کے اہل بیت سے محبت کرتے ہیں، حضور کی امت کے اولیاء اللہ سے عقیدت رکھتے ہیں، فقہ میں ہم امام اعظم ابوحنیفہ کے مقلد ہیں، ہم اپنے آپ کو بریلوی نہیں کہتے، ہمارے مخالف ہمیں بریلوی کہتے ہیں۔ (ص ۴، ماہنامہ ضیائے حرم لاہور فروری ۸۶ء)

امام اہلسنت حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ کے ایک ممتاز خلیفہ صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمۃ والرضوان نے اپنے دور میں سنی کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے۔

"سنی وہ ہے جو ما انا علیہ واصحابی کا مصداق ہو۔ یہ وہ لوگ ہیں جو خلفائے راشدین، ائمہ دین، مسلم مشائخ طریقت اور متاخر علمائے کرام میں سے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی، ملک العلماء حضرت بحرالعلوم فرنگی محلی، حضرت مولانا فضل حق خیرآبادی، حضرت مولانا شاہ فضل رسول بدایونی، حضرت مولانا مفتی ارشاد حسین، رام پوری، اور حضرت مولانا مفتی شاہ احمد رضا خانصاحب بریلوی کے مسلک پر ہوں۔ رحمہم اللہ تعالیٰ"

برصغیر ہند وپاک اور سارے عالم اسلام کے اندر اہل سنت وجماعت کی تعداد اسی فیصد سے زیادہ ہے۔ اور متوارث طور پر وہی اس دین حنیف کے حامل وامین اور اس اسلام کے علمبردار ہیں جو سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔ خلفائے راشدین وصحابہ کرام اور تابعین وتبع تابعین نے جسے اقصائے عالم میں پھیلایا۔ اولیاء وصلحاء کاملین اور علماء ومشائخ ملت نے اپنے خون جگر سے جس کی آبیاری کر کے دنیا کی ساری

اقوام تک پہونچا۔ اور اس بشارت عظمیٰ کے مخاطب و حقدار ٹھہرے۔

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ (پ۴ آل عمران: ۱۱۰) تم ان سب امتوں میں بہتر ہو جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں۔ بھلائی کا حکم دیتے ہو، برائی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

قابل تقلید کارنامہ

جناب الحاج عبدالحکیم صاحب عزیزی اور آپ کی سرکردگی میں جناب الحاج عبدالقدوس صاحب و جناب الحاج محمد یٰسین صاحب عزیزی اور جناب نصراللہ خاں صاحب رضوی، بنارس و مضافات بنارس میں ماہنامہ اشرفیہ کی توسیع اشاعت کا جو قابل قدر کارنامہ انجام دے رہے ہیں وہ بلاشبہ دوسرے عقیدتمندان حافظ ملت اور فارغین اشرفیہ کے لئے باعث عبرت و قابل تقلید ہے۔

نوٹ:۔ کھریا، للہ پورہ، بجرڈیہہ، لوہتہ، کوٹواں، اور شہر کے علاوہ قرب وجوار کے شائقین کو اطلاع دی جاتی ہے کہ وہ ماہنامہ اشرفیہ کے لئے الحاج عبدالحکیم صاحب عزیزی نئی سڑک بنارس سے رابطہ قائم کریں۔ (منیجر)

نعت

محامد سرور عالم

مولانا عبدالقادر صاحب کلیم مبارکپوری

محمد محرمِ اسرارِ عالم
محمد سرورِ سردارِ عالم
محمد اکمل و کامل مکمل
محمد حاصلِ ادوارِ عالم
محمد حامد و محمود و احمد
محمد اوحدِ اعصارِ عالم
محمد موردِ احکامِ داور،
محمد مطلعِ اسرارِ عالم
مددگارِ دو عالم سرورِ کل
امامِ دوسرا سرکارِ عالم
مکمل ہو مرادِ دل الٰہا
مرا سر ہو درِ سرکارِ عالم
مداوا روح کا اور دل کا مرہم
رسول اللہ کا دلدارِ عالم
کلام اس کا کلام اللہِ اعلیٰ
ہر اک کار اس کا بہتر کارِ عالم
مُطاعِ مہر و مہ ممدوحِ داور
وہ سردارِ رسل سالارِ عالم
لحد ہو مہدِ مادر گر ہو حاصل
ودادِ سرورِ اطہارِ عالم
مُمِد و دادرس ہوگا ہر اک کا
کلیم وہ سرورِ سردارِ عالم



دیارِ یورپ میں اسلام

قسط ۲

مبلغ اسلام مولانا بدر القادری مصباحی کا تبلیغی سفر

موجودہ دور میں کیا یہی ہمارا الٰہی خلوص ہے؟

دنیا بھر کے مسلمانوں کے اندر اختلاف وانتشار کی جتنی دراڑیں پیدا ہو گئی ہیں شاید ہی کوئی قوم اتنے خانوں میں تقسیم ہو۔ السواد الاعظم کے اندر بھی شخصی اور ذاتی مفادات کے پیش نظر بہت سے اجتماعی کاموں کو سبوتاژ کر دینے کے واقعات عام ہیں۔ عقائد واعمال کے تمام امور میں اتحاد کے باوجود، محض طریقۂ کار کے اختلاف کا نظریہ، ہر شخص اپنی الگ ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنانے پر آمادہ کر دے۔ کیا یہی اخلاص فی الدین ہے۔ ہیچیں دگرے نیست کی دبا ترقی کر کے علمائے اسلام اور فقہائے کرام کے پاکیزہ دامنوں کو آلودہ کر رہی ہے۔ جن کی شان یہ ہے کہ "ورثۃ الانبیاء" کے لقب سے ملقب ہیں۔ اور جن کے قلم حق رقم کو خون شہدار کا درجہ ہوتا ہے۔

اطاعتِ امیر کے سلسلہ میں باوقار علمائے اسلام ہی نے ہم تک رسول دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی پہونچایا ہے۔

من یطع الامیر فقد اطاعنی ومن یعص الامیر فقد عصانی (مسلم ج ۲ ص ۱۲۴)

جس نے امیر کی فرماں برداری کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے امیر کی نافرمانی کی۔ اس نے میری نافرمانی کی۔

ملت مسلمہ کو اپنے امیر کی فرماں برداری کا اس درجہ پابند کیا گیا ہے کہ اگر امرار کی زندگیوں کے بعض گوشے برائیوں سے آلودہ ہوں پھر بھی مسلمانوں کو ان کے احکام وفرامین جو مطابق کتاب وسنت ہوں ان پر عمل کرنا ضروری ہے ایسے امرار کو امر بالمعروف کے سلسلہ میں محض اس لئے برداشت کرنے کی ہدایتیں آئی ہیں تاکہ مسلمانوں کی اجتماعیت برقرار رہے اور اختلاف وانتشار کا شکار ہو کر مسلمان کمزور نہ ہو جائیں ؎

اطاعت کی جبیں خم کرنے والے رب کے پیارے ہیں
وہ آنکھیں عشق میں نم کرنے والے رب کے پیارے ہیں
مٹا کر اپنی ہستی ہو کے غلطاں خاک اور خوں میں
بلندیاں کا پرچم کرنے والے رب کے پیارے ہیں۔ بدر

کہا جا سکتا ہے کہ یہ تمام احکام ان لوگوں کے ہیں جو اسلامی ریاست میں "اولو الامر" کے منصب پر فائز ہوتے ہیں۔ بجا ارشاد ہے۔ مگر اس سے کہاں ثابت ہوتا ہے کہ بدنصیبی سے اگر ہم اسلامی ریاست، یا دار الاسلام کے کامل نظام سے محروم ہیں تو اپنے ماحول کے قائدین اور دینی واسلامی رہنماؤں سے علم بغاوت بلند کرتے پھریں اپنی من مانی اصلاح کے نام پر تفرقہ بازی کو ہوا دیں۔ اقتدار کے حصول کا جذبہ ہمیں اخلاقی دناءت کی اس

سطح پر پہونچا دیے کہ ہم ملی ارادوں اور اسلامی تنظیموں کی اینٹ سے اینٹ بجانے میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کریں۔

نہ سمجھوگے تو مٹ جاؤگے اے اللہ کے بندو
تمہاری داستاں تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں

اعتماد اور بے اعتمادی

اپنی عام زندگی میں ہم اور آپ کسی پر اعتماد اور بھروسہ کا جو مظاہرہ کرتے ہیں۔ اسے پیش نظر رکھیے۔ ایک شخص انگلینڈ کے ہیتھرو ایرپورٹ سے بنکاک جانا چاہتا ہے۔ برٹش ایرویز کا ٹکٹ خریدتا ہے۔ ٹکٹ ایجنسی سے خریدتا ہے ۔ ایجنٹ قیمت لے کر اسے کاغذ کا ایک ٹکڑا جس پر فلائٹ نمبر، وقت، ایرپورٹ کے نام وغیرہ اور دیگر تفصیلات ہوتی ہیں۔ دے دیتا ہے۔ مسافر وقت متعینہ پر متعینہ ٹرمینل سے گزر کر متعینہ جہاز کی متعینہ سیٹ پر بیٹھ جاتا ہے۔ مسافر کو یہ پورا اعتماد ہے کہ پائلٹ صحیح طور پر جہاز کو چلائے گا اور مجھے بنکاک ہی پہونچائے گا۔ کہیں اور نہیں — میں پوچھتا ہوں۔ مسافر یہ کیوں نہیں کہتا کہ میں پائلٹ کی سیٹ پر بیٹھوں گا۔ میں ایرفون اپنے کان میں لگاؤں گا۔ جہاز کا انجن میں اسٹارٹ کروں گا۔؟ آپ فرمائیں گے۔ ہوائی جہاز ہو، ریل گاڑی ہو، یا بس وغیرہ۔ مسافر کا اختیار اور کام سواری پر سوار ہونا ہے۔ جہاز کس روٹ سے جائے کہاں لینڈ کرے۔ کتنی بلندی پر اڑے۔ ٹرین اور بس کس لائن اور روڈ سے جائیں کیا رفتا ہو کہاں رکیں۔ یہ مسافر کا منصب نہیں۔ بلکہ کیپٹن اور ڈرائیور کی ذمہ داریاں ہیں۔ جہاز ہوائی حادثہ کا شکار ہو، ٹرین اکسیڈنٹ کر جائے یا بس کسی گڈھے میں جا گرے۔ کسی مسافر کو ان سواریوں کے سائقین کے منصب میں دخل اندازی کا کوئی اختیار نہیں۔ آپ بھی سفر کرتے ہیں۔ تو مسافرت کے انہی اصولوں پر کاربند ہوتے ہیں۔

کیا ملی زندگی میں اپنے دینی قائدین اور اسلامی رہنماؤں کو جن کے ہاتھوں اسلام اور شریعت کا نفاذ ہوتا ہے۔ ہم ایک پائلٹ اور بس ڈرائیور کی بھی حیثیت دیتے ہیں —؟ اگر آپ کا جواب اثبات میں ہے۔ تو یقیناً اسلامی زندگی کے سفر میں آپ نے خدائی قوانین کا لحاظ رکھا ہے۔ رب تعالیٰ آپ کو دنیا و آخرت میں اس کا بہترین اجر عطا فرمائے گا۔ کہا جاتا ہے کہ ملی شیرازہ بندی کی جماعت میں آپ کی حیثیت ایک نصب شدہ اینٹ کی ہے۔

اور اگر آپ کا جواب نفی میں ہے۔ تو خود ہی غور فرمایئے کہ سینکڑوں زندگیوں کو لے کر چلنے والے بس ڈرائیور کا اسٹیرنگ آپ کبھی نہیں پکڑتے ہیں کہ تو یوں کیوں چلاتا ہے یوں چلا۔ حالانکہ آپ خوب جانتے ہیں کہ ڈرائیور کے ہاتھ کی معمولی چوک سینکڑوں کی جان لے لیتی ہے۔ محکمۂ بس سروس کے انتخاب کردہ ڈرائیور پر اور محکمۂ جہاز رانی کے چنے ہوئے پائلٹ پر آپ اتنا اعتماد کرتے ہیں۔ پھر اپنے دینی اور مذہبی رہنماؤں پر آپ کا اعتماد اتنا پھیکا کیوں ہے! — بغاوت اور انتشار کا ذہنوں پہ ایسا غلبہ ہو چکا ہے کہ اور کہیں چاہے نہیں۔ مگر دینی اور مذہبی امور میں جدھر نظر اٹھایئے — مستند ہے میرا فرمایا ہوا — کا غوغا سنائی دیتا ہے۔

اجتماعی زندگی کے سلسلہ میں ہماری آرزو، نفسانفسی زیاں کاری، نقصان وخسارہ، اور تباہی وبربادی کا مقدمہ ہے۔

اس آزادی میں فکر وغم وافسوس کے آگے کچھ بھی نہیں
پابندیٔ حق میں تلخی ہے، تکلیف ہے پھر آرام بھی ہے

اجتماعیت سے مفر نہیں

اسلامی اجتماعیت صرف حکومت اور سیاست سے متعلق نہیں ہے بلکہ ہر خطۂ زمین میں ہر زمانہ میں ہر حال میں اسلام نے اپنے پیروں کو انفرادیت پر اجتماعیت کو فوقیت دینے، اور اسلام وایمان کی بنیاد پر مجتمع رہنے کی تعلیم دی ہے۔ ابو داؤد حضرت ابو سعید خدری سے روایت کرتے ہیں۔ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اذا خرج ثلثة فی سفر فلیؤمروا احدھم

(ابو داؤد ج ا ص۱۵۱)

جب تم میں کے تین آدمی سفر پر نکلیں تو چاہیے کہ ایک کو اپنا امیر بنالیں۔

غور فرمایئے کہ سفر جیسی عارضی حالت میں بھی رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الگ الگ رہ کر اس وقت کو گزارنے کے بجائے اجتماعی طور پر اپنے ہی میں سے کسی کو امیر بنانے کا حکم فرمارہے ہیں۔ تاکہ وہ دوران سفر اوامر ونواہی کا خیال کرے نیک باتوں کی تلقین کرتا جائے۔ اور بقیہ اس کی اطاعت کرتے جائیں ـــ اگر مسافرت کی حالت میں محض تین آدمیوں میں کا ایک امیر ہونا ضروری ہے۔ یعنی ایک حکم دینے والا ہو، اور دو تابعداری کرنے والے یہ ذمہ خود تیسرے فرد کو اگر وہ کم احساس مند ہوگا تو زیادہ احساس مند بناکر بقیہ دو ماموریں کے سامنے قابل امر بننے پر برانگیختہ کرے گا۔ اور بقیہ دو اگر اپنے تیسرے رفیق سفر کی اطاعت کا شعور پالیتے ہیں تو ملی زندگی میں اسلامی رہنما اور قائدین کی تابعداری اور خلوص کیشی کا شعور حاصل کرلیں گے۔

اور یہ بات محتاج دلیل نہیں کہ یکہ وتنہا انسان مصائب وآلام اور شیطانی ہتھکنڈوں کا بآسانی شکار ہوجاتا ہے۔ بمقابلہ چند کے، انسان کمزوریوں کے آشنا، اور فطرت بشری کے حقیقی نباض، سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی ہر لحاظ سے تراش خراش فرمائی، اور انھیں اخلاق حسنہ کے سانچے میں ڈھالا ہے۔ جو اسباق ہمارے لئے مینارۂ نور ہیں۔

حضرت ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ لوگوں کا طریقہ تھا کہ سفر کے دوران جب کہیں پڑاؤ پڑتا۔ تو ادھر ادھر پھیل جاتے اور اپنی اپنی پسند کی مختلف جگہیں رکنے کے واسطے منتخب کرلیتے۔ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس صورت حال پر ارشاد فرمایا

ان تفرقکم فی ھذہ الشعاب والاودیة انما ذالکم من الشیطان۔ (ابو داؤد ج ۲ ص۳۵۳)

تمہارا اس طرح گھاٹیوں اور میدانوں میں منتشر ہونا صرف شیطان کی وجہ سے ہے۔

آقا ومولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اس تاکید کا یہ اثر

ہوا کہ پھر صحابہ جب کہیں منزل کرتے تو ایک دوسرے سے خوب لگ لگ کے قیام کرتے کہ اگر ان کو ڈھکنے کی کوشش کی جائے تو ایک ہی چادر میں آ جائیں۔

گویا مسلمان کی زندگی کا کوئی گوشہ اجتماعی زندگی سے بے نیاز نہیں رہ سکتا۔ اب مسلمان چاہے کسی بھی خطۂ ارض میں ہو اس کا ذمہ ہے کہ باہم منظم و متحد ہو کر رہے اور ان میں جو دین و تقویٰ اور معاملات میں سب سے لائق و فائق ہو اسے اپنا رہنما بنائے اور پھر اس کی بات سنے اور اطاعت کرے۔ اتحاد اور اجتماعیت کے سلسلہ میں حادیث کی روشنی میں یہ کہنا بالکل بجا ہے

"اگر ان تین افراد کے لئے جو کسی جنگل میں ہوں یا ایک ساتھ سفر کر رہے ہوں۔ جب شریعت کا حکم یہ ہے کہ وہ ایک شخص کو اپنا امیر بنالیں تو مسلمانوں کی اس بڑی تعداد کے لئے جو کسی گاؤں یا شہر میں ایک ساتھ رہتے ہوں، کسی کو اپنا امیر بنانا بدرجۂ اولیٰ مشروع ہوگا"

نماز جمعہ کے بعد جناب عبدالمجید صاحب کی کار پر بیٹھ کر ان کے دولتکدے کی جانب روانگی ہوئی۔ جماعت کی عمارت اور مسجد شہر کے قدیم حصے میں ہے۔ اور جناب عبدالمجید صاحب شہر کے نو آباد حصہ کے ایک شاندار فلیٹ کے بالائی حصہ پر رہتے ہیں۔ جسے Jeeobine 1 ____ Ryeave کہتے ہیں۔ سامنے ہی نشیب میں بہت وسیع و عریض فٹ بال فیلڈ ہے۔ اور اس سے متصل تقریباً سو فٹ اونچی پہاڑی پر غالباً الیکٹرک کے ذخائر کا اسٹیشن ہے۔ اوسلو قدرتی پہاڑوں، جھرنوں اور گوناگوں درختوں اور پودوں کا ملک ہے۔ پانی نہایت فرحت بخش اور شیریں ہے۔ کانفرنس کے موقع پر ناروے آمد کے وقت بھی میرا قیام جناب حاجی عبدالمجید صاحب ہی کے پاس تھا۔ ہمیں لے کر وہ اپنے گھر پہونچے تو انہوں نے کہا کہ ہم نے جماعت اہل سنت کے ارکان سے یہ وعدہ لے لیا ہے کہ "قادری صاحب" جب بھی ناروے تشریف لائیں گے ان کا قیام میرے پاس ہوگا۔ اور ملک بھر میں کہیں بھی کار سے لانے لے جانے کی خدمات میں انجام دوں گا۔

خدائے کریم انہیں ان کے خلوص کا دارین میں اپنے فضل سے اچھا صلہ دے۔ اور ان مخلصین کے حسن نظر کے مطابق مجھے سچا خادم اسلام و مسلمین بنا کر روز عدل کی شرمساری سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

شنبہ ۲۳ نومبر ۸۵ء بعد مغرب جماعت اہلسنت جامع مسجد کا پورا صحن سامعین سے بھرا ہوا تھا۔ بالائی حصہ پر خواتین کی نشست کا با پردہ انتظام تھا۔ ہند و پاکستان کی دینی محافل و مجالس ہی کی طرح نعروں سے جسم پر ارتعاش پیدا ہو رہا تھا۔ عمدہ نعت خوانی کرنے والے مداحان رسول نغمہ سرائی کر رہے تھے۔ جامعہ اسلامیہ اوسلو کے مدرسین علامہ مشتاق چشتی اور مولانا زاہد حسین رضوی خطیب ٹرنڈھم تشریف فرما تھے۔ جلسے کا پروگرام چل رہا تھا کئی مسلم ایمبیسی اور بڑی تنظیموں کے نمائندے ساؤکں بھی شریک اجلاس تھے۔ اخیر میں راقم الحروف کو تقریر کے لئے پکارا گیا۔ ناچیز نے جو بن پڑا عرض کیا۔

تیسری عالمی کانفرنس لیبیا

مختصر رپوٹ اور ہندوستانی وفد کی پیش کردہ تجاویز

از:- علامہ ارشد القادری - صدر کل ہند مسلم پرسنل لا کانفرنس ____ نئی دہلی ۲۵ ____ انڈیا۔

حکومت لیبیا کی مذہبی وثقافتی تنظیم "جمعیۃ الدعوۃ الاسلامیۃ" کی تیسری عالمی کانفرنس جو طرابلس میں منعقد ہوئی اس لحاظ سے قابل ذکر ہے کہ امسال اس میں اپنی جماعت کے کئی ممتاز عالم اور متعدد فضلائے اشرفیہ نے بھی شرکت کی - مثلاً حضرت علامہ ارشد القادری، علامہ قمرالزماں خاں اعظمی، مولانا شاہد رضا نعیمی ایم، اے، مولانا لیس اختر مصباحی، مولانا بدر القادری، مولانا اسرار الحق، مولانا قاری محمد میاں دہلوی وغیرہم ـــ ہم ذیل میں قائد اہلسنت حضرت علامہ ارشد القادری صاحب کا مکتوب اور مرسلہ تجاویز پیش کر رہے ہیں ۔ امید کہ قارئین دلچسپی سے پڑھیں گے ۔ اور عالمی سطح پر اسلام کی سربلندی اور مسلمانوں کے تحفظ و بقا سے متعلق اپنے شعور بیدار کریں گے ____ (محمد عبدالمبین نعمانی) ____

موتمر کی کاروائی ۱۵ ستمبر سے ۲۰ ستمبر تک جاری رہی فندق باب البحر میں ہمارے قیام کا انتظام تھا - اور اسی کے ہال میں موتمر کے اجلاس کا انتظام کیا گیا تھا ۔ باہر کے مندوبین کے علاوہ قائد انقلاب معمر قذافی اور ان کے نائب مسٹر جلود نے موتمر کو خطاب کیا ۔ جملہ مندوبین کو کرنل قذافی کی وہ رہائش گاہ بھی دکھلائی گئی ۔ جس پر پچھلے دنوں امریکہ نے بمباری کی تھی - اب تک عمارتوں کا ملبہ اور بم کے ٹکڑے اپنی اصل حالت میں موجود ہیں ۔ جو زبان حال سے جابر وسفاک امریکہ کے ظلم وشقاوت کی داستان سناتے ہیں ۔

اسلام کی دعوت وتبلیغ، بلاد اسلامیہ کے اتحاد و روابط، عراق وایران جنگ کے خاتمے، دنیا میں پھیلی ہوئی مسلم اقلیتوں کی فلاح وبہبود، اعمال صالحہ اور دینی احکام کی پابندی، جذبۂ اخوت اسلامیہ کے فروغ، اور دینی تعلیمات کے پھیلاؤ کی ضرورت، ان سارے عنوانات پر ۵۵ تقاریر اور ساڑھے تین سو تجاویز موتمر کی بارہ نشستوں میں پیش ہوئیں ۔ موتمر میں رابطہ کی زبان انگریزی اور عربی تھی -

لیبیا کی کل آبادی ۳۳ لاکھ ہے جبکہ زمین کا رقبہ نو لاکھ مربع میل ہے - آمدنی کا سب سے بڑا ذریعہ پٹرول ہے آج کل روزانہ تیل کی پیداوار ۱۶ لاکھ بیرل ہے ۔ صنعتی ترقی کی طرف لیبیا نہایت سرعت کے ساتھ پیش قدمی کر رہا ہے صنعتی کاروبار کا سب سے بڑا مرکز بنغازی ہے ۔ ملک پر

اشتراکی نظام کا پوری طرح تسلط ہے۔ ذاتی ملکیت کا مکمل طور پر خاتمہ کر دیا گیا ہے۔ چھوٹی بڑی ساری تجارتیں حکومت کے قبضے میں ہیں۔ یہاں نہ کوئی بازار ہے اور نہ پرائیوٹ دکانیں ضرورت کی ہر چیز راشننگ سسٹم سے ملتی ہیں، سرکاری دکانوں پر لوگوں کو لائن لگانی پڑتی ہے یہاں من پسند چیز کی خریداری کا کوئی تصور نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بسا اوقات دو دو ہفتے تک لوگوں کو گوشت اور انڈا نہیں ملتا، یہاں آنے کے بعد تجربہ ہوا کہ اشتراکی نظام حکومت میں شخصی آزادی کس طرح سلب کی جاتی ہے۔ عوام کی رہائش کیلئے جگہ جگہ حکومت کی طرف سے مکانات تعمیر کئے گئے ہیں۔ کوئی شخص بھی اپنی پسند کا مکان خود تعمیر نہیں کر سکتا۔

خود مذہبی معتقدات میں ملحدانہ خود سری اور اس کے نفاذ کے لئے جبری نظام کی وجہ سے ملک کے قدامت پسند مسلمان کرنل قذافی سے ناخوش ہیں۔ لیبیا میں جب تک ہم رہے باہر خطوط بھیجنے پر پابندی تھی۔ اس لئے لندن پہونچ کر یہ ساری تفصیلات ڈاک کے سپرد کر رہے ہیں۔

پرائیوٹ مجلسوں میں مختلف بلاد سے آئے ہوئے وفود کے ساتھ بات چیت ہوئی۔ ہمیں بار بار خفت و شرمندگی کا سامنا کرنا پڑا جب انہوں نے ہندوستان کے اندر ہونے والے فرقہ وارانہ فسادات کا تذکرہ کیا۔ اس وقت شدت کے ساتھ ہمیں یہ احساس ہوا کہ ہمارے ملک کے فرقہ پرستوں اور حکمرانوں کو باہر نکل کر جائزہ لینا چاہیے کہ لگاتار فسادات کی وجہ سے دنیا میں ہمارے ملک کی کتنی بڑی بدنامی ہو رہی ہے۔ ویسے کرنل قذافی ہندوستان کے لئے دوستی کا بہترین جذبہ رکھتے ہیں۔ گاندھی جی سے وہ بہت زیادہ متاثر ہیں۔ یہاں تک کہ ان کی لائف کو انہوں نے یہاں کی درسی کتابوں میں شامل کر دیا ہے۔

موتمر میں ہندوستانی وفد کی طرف سے ہم نے جو تجاویز پیش کی ہیں ان کی نقل اسی خط کے ہمراہ ارسال کرتا ہوں ازراہ کرم اپنے موقر مجلہ میں شائع فرما کر ممنون فرمائیں۔ یہ دیکھ کر خوشی ہوئی کہ آدھے درجن سے زائد وہ علماء اسوقت برطانیہ میں مسلمانوں کی مذہبی قیادت کے منصب پر فائز ہیں جو اشرفیہ کے پروردہ ہیں۔

آپ کا مخلص

ارشد القادری ۔ ویملے ۔ لندن ۲۵

جناب سکریٹری جنرل جمعیۃ الدعوۃ الاسلامیۃ العالمیہ

طرابلس —— (لیبیا جماہیریہ) ——

سب سے پہلے ہم آپ کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ آپ نے جمعیۃ الدعوۃ کے تیسرے موتمر میں ہمیں شریک ہونے کا موقعہ عنایت فرمایا۔

امریکی حملہ کے وقت ہندوستانی مسلمانوں نے قائد انقلاب کرنل قذافی اور لیبیا کی حمایت اور جابر و سفاک امریکہ کی مذمت میں جو ملک گیر مظاہرہ کیا تھا اس کی اطلاع آپ کو ہوگی۔ بالخصوص امریکی سفارت خانہ کے سامنے دہلی میں جس عظیم غم و غصہ کا اظہار کیا گیا اس میں ظلم و استبداد کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنے میں ہمارے ملک کے غیر مسلم عوام بھی ہمارے دوش بدوش تھے۔

قائد انقلاب کرنل قذافی کو ہندوستان کے مسلمانوں کی طرف سے یہ پیغام پہونچا دیں کہ کلمۂ اسلام کی سربلندی

کے لئے ہماری ساری ہمدردیاں اور اخلاقی توانائیاں ان کے ساتھ ہیں۔ کیونکہ ہندوستان ایک لادینی اسٹیٹ ہونے کے باوجود ہمارے مذہبی احساسات کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم کھلے بندوں اپنے ملک میں فلسطین کی آزادی اور اسرائیل کی مذمت میں بغیر کسی روک ٹوک کے اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہیں۔ ہندوستان کے طول وعرض میں ہمارے لاکھوں دینی مدارس، ہمارے بیشمار علمی اور ثقافتی ادارے، اور ہماری کئی لاکھ آباد مسجدیں، اس بات کا زندہ ثبوت ہیں کہ اسلامی احساسات وروایات اور اپنے ملی وجود کے بقا کی جدوجہد میں ہم کسی بھی مسلم ملک سے پیچھے نہیں بلکہ بہت سے مسلم ملکوں سے آگے ہیں۔

نہایت اختصار کے ساتھ ہم اپنی بات ختم کرتے ہوئے جمعیۃ الدعوۃ الاسلامیۃ العالمیہ کی افادیت عامہ کے لئے پانچ تجاویز ہندوستانی وفد کی طرف سے آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ امید ہے کہ آپ ان تجویزوں کو ایوان کے سامنے رکھیں گے۔

تجاویز

(۱) دنیا کے مختلف خطوں اور ملکوں میں بسنے والی مسلم اقلیتوں کے تعلیمی، مذہبی، اقتصادی احوال کا سروے کرنے کے لئے جمعیۃ الدعوۃ کی طرف سے ایک علیحدہ مستقل شعبہ قائم کیا جائے۔ اور اسی شعبہ کی جمع کردہ رپورٹ کے مطابق اسلامی جذبہ اخوت کے رشتے سے مسلم اقلیتوں کی مشکلات کا مناسب حل تلاش کیا جائے۔

(۲) جمعیۃ کی طرف سے منعقد کئے جانے والے عالمی موتمرات میں مسلمانوں کے داخلی، مذہبی، اور فقہی اختلاف کی بحث چھیڑنے کے بجائے موتمر کے مقررین ومشارکین کو صرف انہی موضوعات پر اظہار خیال کا پابند بنایا جائے۔ جن کا تعلق پوری دنیا کے مسلمانوں کے ملی وجود کے تحفظ اور اسلامی نظام حیات کے اجتماعی مصالح اور اس کے غلبہ اور برتری سے ہے۔

(۳) ہر عالمی موتمر کے انعقاد سے کم ازکم تین ماہ بیشتر جمیعۃ کی ساری ملکی اور علاقائی شاخوں کے ذریعہ مندرجہ ذیل معلومات فراہم کی جائیں اور انہیں ایک جامع رپورٹ کی شکل میں مرتب کرکے ایک ایک کاپی موتمر کے ہر مندوب کو بھیج دی جائے۔ تاکہ اس رپورٹ کو سامنے رکھ کر وہ مستقبل کے لئے مناسب اقدامات کی طرف ایوان کی توجہ مبذول کراسکیں۔

دریافت طلب امور کی تفصیل یہ ہے

(الف) اس علاقے میں بسنے والے مسلمانوں کی تعداد۔

(ب) مساجد کی تعداد

(ج) دینی مدارس کی تعداد

(د) قادیانیوں اور عیسائیوں کی تبلیغی سرگرمیوں کی تفصیل ونتائج

(ھ) مسلمانوں کے تعلیمی اور اقتصادی احوال وکوائف

(۴) دنیا کی غیر مسلم اقوام میں اسلام کی موثر دعوت پہونچانے کے لئے جمیعۃ کی طرف سے ایک عالمگیر تبلیغی نظام قائم کیا جائے جس میں مختلف زبانوں میں اسلام کے دل نشیں تعارف پر مشتمل لٹریچر کی تیاری اور مبلغین کی تربیت کے علاوہ جگہ جگہ فلاحی اداروں کے قیام کے منصوبوں کو

بھی شامل کیا جائے۔

(۵) قادیانیوں، عیسائیوں اور دوسرے مذاہب باطلہ کی تبلیغی سرگرمیوں کے زہریلے اثرات سے کمزور اور سادہ لوح مسلمانوں کو محفوظ رکھنے کے لئے جمعیۃ کی طرف سے ایک مستقل شعبہ قائم کیا جائے۔ اور اس عظیم مقصد کے لئے مختلف زبانوں میں لٹریچر بھی تیار کیا جائے اور تربیت یافتہ مبلغین بھی تیار کئے جائیں۔

ارشد القادری (رکن ہندوستانی وفد)
صدر کل ہند مسلم پرسنل لا کانفرنس، نئی دہلی۔
۸ ار ستمبر ۱۹۸۶ء۔ طرابلس۔ (لیبیا)

سلام تم پر، سلام تم پر

خلیفۂ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ عبد السلام
عبد الاسلام جبلپوری علیہ الرحمۃ والرضوان

—o—

سلام تم پر ہمارے رہبر سلام تم پر سلام تم پر
جہانِ کون و مکاں کے سرور سلام تم پر سلام تم پر

نبی انور رسول اطہر ہمیشہ دیں کے امام اظہر
تمام عالم کے روحِ اکبر سلام تم پر سلام تم پر

ہزاروں برکات با فتوحات اور تحیات بے نہایات
کروروں صلوات ربِ اکبر سلام تم پر سلام تم پر

تمہیں ہو نورِ ظہورِ اول تمہیں سے کون و مکاں مکمل
تمہیں میں تھی خلق کل مقدر سلام تم پر سلام تم پر

تمام عالم کے پیشوا ہو، شفیع روزِ سزا جزا ہو
تمہیں ہو قسّام حوضِ کوثر سلام تم پر سلام تم پر

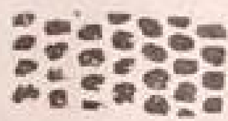
تمہاری رحمت نے ساری امت سے کردیا دور ظلمت
ضیائے ملت کے مہر انور سلام تم پر سلام تم پر

رہین رحمت سکون و جنت قرار فرقت و نور ظلمت
تمہاری رحمت ہمارے سر پر سلام تم پر سلام تم پر

ملک فلک سب تمہارے ذاکر زمیں زماں سب تمہارے شاکر
تمہارا فرماں شجر حجر پر سلام تم پر سلام تم پر

حضور نے تھا مجھے بلایا، جماعت اپنی میں لیکے آیا
تقائے برکات مجھ پہ برسا سلام تم پر سلام تم پر

کُلیب درگاہ قدس نبوی فقیر عبد السلام رضوی
ہزار جاں سے فدائے تم پر سلام تم پر سلام تم پر



اشرفیہ کے شب و روز

اشرفیہ کا وفد ممبئی میں

از نائب مفتی اعظم ہند علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی دامت برکاتہم

جلالۃ العلم حافظ ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جسمانی و روحانی توانائیوں کا مظہر الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور بحمدہ تبارک و تعالیٰ اپنے بانی کی امیدوں کے مطابق ان کے شہزادے و جانشین عزیز ملت حضرت مولانا شاہ عبد الحفیظ صاحب زید مجدہم کی سربراہی میں روز افزوں ترقی کرتا چلا جا رہا ہے۔ جامعہ ہذا کی عظمت کا اندازہ اس سے لگایئے کہ اس وقت ارسٹھ مدرسین و دیگر ملازمین کا اسٹاف تعلیم و تعلم وانتظام میں مصروف ہے۔ علاوہ ان ایثار پسند افراد کے جو فی سبیل اللہ خدمت انجام دے رہے ہیں۔ دو ہزار طلبہ مختلف علوم و فنون کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں ان میں سات سو وہ بیرونی طلبہ ہیں جن کے قیام و طعام، کتاب، روشنی وغیرہ کا مدرسہ کفیل ہے۔ ناظرے سے لیکر دورۂ حدیث تک کی اعلیٰ و بے مثال تعلیم کا انتظام ہے۔ پانچ زبانوں میں مختلف علوم و فنون کی تعلیم دی جا رہی ہے۔ اردو، فارسی، عربی، انگریزی، ہندی، اب تک کا دستور یہی تھا کہ دینی مدارس سے فارغ شدہ علماء صرف اردو میں تقریر کرنے پر قادر ہوتے تھے۔ آج کی سمٹی ہوئی دنیا کا لحاظ کرتے ہوئے دیگر بلاد میں تبلیغ کی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے اپنے نصاب میں اس کا پورا پورا لحاظ کیا ہے۔ کہ ہمارے یہاں کے فارغ شدہ علماء فارسی، عربی، انگریزی میں بھی تقریر کرنے پر قادر ہوں۔ اس کے لئے بی، اے تک کی انگریزی زبان کا بندوبست بھی کر دیا ــــ اسی کا نتیجہ ہے جامعہ کے فارغ شدہ علماء سعودی عربیہ، افریقہ، ہالینڈ، برطانیہ وغیرہ میں دین و ملت کی نمایاں خدمات انجام دے رہے ہیں۔ جس کا اثر یہ ہے کہ ملک تو ملک بیرون ملک کے طلبہ بھی یہاں تعلیم میں مصروف ہیں۔ مثلاً لنکا، افریقہ، ہالینڈ وغیرہ۔

امسال داخلہ کے متمنی طلبہ کی اتنی کثرت تھی کہ جامعہ سب کا داخلہ نہیں کر سکا۔ سب سے اہم مسئلہ قیام کا ہے۔ جس پر قابو پانا بڑا مشکل ہے۔ ایسے کمرے جن میں چار افراد کے قیام کی گنجائش تھی چھ کو رکھا گیا۔ پھر بھی مجبور ہو کر ڈیڑھ سو طلبہ سے معذرت کرنی پڑی جس کا کارکنان اشرفیہ کو بے حد قلق ہے ــــ اور اسے جان کر دوسرے بہی خواہان اشرفیہ کو بھی ہوگا۔

ادھر درس گاہ کی وہ وسیع فلک بوس عمارت (جو ۲۰ x ۳۰ کے اٹھائیس کمروں پر مشتمل ہے جن میں دو ہال ۳۰ x ۴۰) فل ہو گئی۔ لہذا اس کی شدید ترین ضرورت محسوس ہوئی کہ حفظ و قرأت کے لئے مجوزہ عمارت کی تعمیر جلد از جلد کی جائے۔ دار الحدیث کا وہ عالیشان گنبد جو ۴۲ x ۴۲ کے وسیع و عریض ہال پر تعمیر ہونے والا ہے نامکمل

پڑا ہے۔

ان سب کی تکمیل کے لئے ضرورت محسوس ہوئی کہ ملک کے مخیر دین پرور افراد کو اس طرف متوجہ کیا جائے اراکین کی اسی مدعا پر ایک وفد کی تشکیل ہوئی جس کے لئے مندرجہ ذیل حضرات کو نامزد کیا گیا۔

(۱) عزیز ملت حضرت سربراہ اعلیٰ صاحب (۲) محدث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفےٰ صاحب (۳) مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ادریس صاحب (۴) جناب مولانا غلام حسین صاحب (۵) جناب صوفی نظام الدین صاحب، (۶) جناب عبدالغفور صاحب۔

چنانچہ یہ حضرات بمبئی گئے۔ اور ساتھ ہی راقم الحروف فقیر امجدی بھی۔ اللہ عزوجل کا فضل وکرم اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی عنایت سے خاطر خواہ کامیابی نصیب ہوئی۔ بمبئی کے حضرات نے اس وفد کا پرجوش محبت بھرے انداز میں استقبال کیا۔ اور ہر طرح تعاون کیا۔ جن میں سرفہرست محسن قوم وملت الحاج سیٹھ احسان اللہ خانصاحب (پہلوان سیٹھ) اور عزیز گرامی قدر مولانا معین الحق صاحب ابن الحاج سیٹھ شمس الحق علیمی مرحوم کے اسمائے گرامی ہیں۔ اللہ عزوجل کسی کو دولت و ثروت دے یہ اس کا فضل وکرم ہے، پھر اسے دینی کاموں میں صرف کرنے کی توفیق عطا فرمائے یہ اس کا دوسرا اور عظیم فضل ہے۔ اور ان دونوں فضل وکرم سے بڑھ کر یہ فضل وکرم ہے کہ کسی کو یہ بھی توفیق عطا فرمائے کہ دینی کاموں کے لئے اپنا وقت صرف کرے اور دوسروں کو تعاون کی ترغیب دے۔ جناب پہلوان سیٹھ صاحب پر اللہ عزوجل کے تینوں فضل ہیں۔ اللہ نے انہیں غنار مالی سے بھی نوازا ہے اور دل کھول کر اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا حوصلہ بھی عطا فرمایا ہے۔

یہ نسبتاً بہت آسان ہے کہ کوئی شخص اپنی جیب سے امداد و اعانت کر دے مگر دوسروں سے کہنا بڑا مشکل ہوتا ہے۔ جناب الحاج سیٹھ پہلوان صاحب اس معاملہ میں بھی قطعاً جھجک محسوس نہیں کرتے۔ حقیقت یہ ہے کہ بمبئی میں "اشرفیہ" کے وفد کی کامیابی موصوف ہی کی کوششوں کی رہین منت ہے۔ الحاج سیٹھ پہلوان صاحب ہی کی ہدایت پر یہ وفد بھیونڈی بھی گیا وہاں الحاج سیٹھ عبدالحمید صاحب نے بھی اسی طرح تعاون کا مظاہرہ کیا۔ جس طرح الحاج سیٹھ پہلوان صاحب ہمیشہ کرتے رہتے ہیں۔ انہوں نے اپنی گاڑی وفد کے لئے وقف کی ساتھ ہی ساتھ ہر جگہ تشریف لے گئے اور لوگوں پر زور بھی ڈالا۔ بھیونڈی میں ان کے ساتھ ساتھ الحاج سیٹھ نثار احمد صاحب عزیزی جناب حافظ قمرالدین صاحب صوفی مختار احمد صاحب وغیرہ نے بھی وفد کا بھرپور تعاون کیا۔

بمبئی میں الحاج سیٹھ اسماعیل جانی صاحب نے بھی وفد کا پورے طور سے تعاون کیا۔ بعض ایسے حلقے جہاں سے اشرفیہ کا کوئی لگاؤ نہیں تھا وہاں وفد کو لے گئے اور اشرفیہ کا مکمل تعارف کرایا۔ اللہ عزوجل کا شکر ہے کہ اس میں وہ کامیاب ہوئے۔ بات نامکمل رہ جائے گی اگر ہم عالیجناب سیٹھ مصطفےٰ خاں صاحب کا ذکر خیر نہ کریں۔ جنھوں نے ہمیں بڑے شوق

ومحبت وعقیدت کے ساتھ اپنا مہمان بنایا۔ موصوف بھی اس زمانہ میں بہت ہی قابل قدر ہیں۔ علماء کی عزت واحترام دین کی راہ میں بے دریغ خرچ کرنا ان کا خاص شعار ہے۔

میری دعا ہے کہ اللہ عزوجل اپنے حبیب صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے اور طفیل میں اشرفیہ کے ان سرپرستوں کو آفات ارضی وسماوی سے محفوظ رکھے۔ اور ان کے کاروبار میں یوماً فیوماً ترقیاں عطا فرماتا رہے۔ اور دارین میں انھیں شاد وآباد رکھے۔ آمین ثم آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والتسلیم۔

جدید تعمیرات

شوال سے اب تک مسلسل تعمیرات کا سلسلہ جاری ہے۔ صدر گیٹ کے متصل جانب شمال لب سڑک ایک ہسپتال کی تعمیر ہوئی ہے۔ جس میں جملہ امراض کے علاج کا بہت اعلیٰ سائنٹفک انتظام ہوگا نئے دارالاقامہ میں بالائی منزل پر تعمیر کا کام شروع ہے۔ جن میں تقریباً چار کمرے مکمل ہیں۔ موجودہ باحوصلہ اراکین کا پروگرام یہ ہے کہ تعمیر کا کام مسلسل ہوتا رہے گا۔ بترتیب الاہم فالاہم عمارتیں بنتی جائیں گی۔ ان کی نظر میں سب سے اہم دارالحدیث کا گنبد ہے۔ اس کے بغیر درس گاہ کی سنٹرل بلڈنگ بے زیب لگتی ہے اس کے لئے مستریوں سے بات چیت جاری ہے لیکن اس پر مصارف کا تخمینہ اتنا زیادہ ہے کہ کام شروع کرتے ہوئے ہچکتے ہیں اس پر تعمیر کے مصارف کا تخمینہ دو لاکھ ہے۔ دین دار دین پرور اہل دِل سے درخواست ہے کہ اس کی تعمیر میں خصوصی طور پر حصہ لیں۔ دارالحدیث صرف ایک ہی بار بنے گا بار بار نہیں بنے گا۔ اس میں شریک ہونا کتنی بڑی سعادت ہے۔ اس کو کسی سے مت پوچھئے اس کو اپنے حب رسول سے لبریز دل سے پوچھئے۔

دعائے صحت

محسن اشرفیہ الحاج سیٹھ حفیظ اللہ صاحب عزیزی کلکتے والے ان دنوں سخت علیل ہیں۔ موصوف اشرفیہ کے بہت قدیمی بہت ہی خاص معاون ہی نہیں سرپرستوں میں ہیں۔ اشرفیہ کے لئے ان کی خدمات، اشرفیہ کی تاریخ کا زریں ورق ہے۔ پرسوں بذریعہ ٹیلی گرام یہ اطلاع ملی ہے کہ ان کی حالت انتہائی نازک ہے۔ اطلاع ملتے ہی تمام مدرسین اور طلبہ میں اجتماعی طور پر پورے اہتمام کے ساتھ ان کی صحت وعافیت کے لئے دعا ہوئی۔ اشرفیہ کے سارے قارئین سے ہماری استدعا ہے کہ سبھی حضرات اپنے مخصوص اوقات میں انکی شفایابی کے لئے دعا کریں ——— (امجدی) ———

قیمت میں اضافہ

بڑھتی ہوئی ہوش رُبا گرانی کے باعث جنوری ۸۷ء سے ماہنامہ اشرفیہ کی قیمت میں معمولی سا اضافہ کیا جارہا ہے اب سالانہ چندہ ۲۵ روپے اور فی پرچہ قیمت ۵۰/۲ روپے ہوگی۔ خریدار حضرات اور ایجنٹ صاحبان آگاہ ہوجائیں۔ ۳۱ دسمبر ۸۶ء تک جو حضرات خریدار بنیں گے انکو ۲۰ روپے ہی روانہ کرنے ہوں گے۔ (منیجر ماہنامہ اشرفیہ)

اعلانات و مراسلات

مسلمانانِ ہند کے لئے عظیم خوشخبری

مولانا عبید اللہ خاں اعظمی کی شاندار جد وجہد کا نتیجہ خیز ثمرہ، مورخہ ۸ ر ۹ ر نومبر ۱۹۸۶ء بروز سنیچر اتوار شہر ہزاری باغ میں مسجد سلطان الہند و مرکزی دار القرارت کا عظیم الشان جلسۂ سنگ بنیاد، بدست مبارک جانشین مفتی اعظم ہند علامہ اختر رضا ازہری ملک کے مشاہیر علماء و مشائخ، اور شعراء کا عظیم اجتماع۔ تمام مسلمانوں سے شرکت وتعاون کی گذارش ہے۔

المعلن۔ قاری رضی اللہ صدیقی مہتم مرکزی دار القرارت بہار

تبلیغ اہلسنت فیض آباد

مسجد بلال فیض آباد میں سالہائے گذشتہ کی طرح امسال بھی ربیع الاول شریف کے پر مسرت موقعہ پر چاند رات سے لے کر ۹ ر ربیع الاول تک دس روزہ تبلیغی عشرہ منایا جا رہا ہے۔ جس میں علمائے اہلسنت بغیر کسی نذرانے کے اپنے مواعظ حسنہ سے سامعین کو مستفیض فرمائیں گے۔ دوسرے علاقوں میں بھی اس طرح کے دس روزہ یا پانچ روزہ یا سہ روزہ تبلیغی پروگرامات ہوں تو یقیناً قوم میں سدھار پیدا ہو اور تبلیغ دین کے اہم فریضے کی ادائیگی پر بھی عمل ہو۔ اس تحریک کے روح رواں حضرت مولانا مشتاق احمد حبیبی امیر جماعت تبلیغ اہلسنت فیض آباد ہیں۔ (محمد قاسم، مسجد بلال، فیض آباد، (یوپی)

عرس نعیمی کا آنکھوں دیکھا حال

خلیفۂ اعلیحضرت صدر الافاضل حضرت علامہ سید محمد نعیم الدین قادری اشرفی قدس سرہ العزیز عالم اسلام کے لئے محتاج تعارف نہیں۔ دنیائے سنیت کی آپ وہ مایہ ناز وعبقری شخصیت ہیں جنہوں نے ہر قدم اور ہر موڑ پر مسلک اہلسنت کا تحفظ کیا۔ اور اپنی بے پناہ علمی ادبی اور سیاسی وتبلیغی خدمات سے اسلام وسنت کا بھرپور دفاع فرمایا۔ اس دعویٰ کی شہادت کے لئے آپ کی اہم ترین تصنیفات قابل فخر تلامذہ، شہر بنارس کی آل انڈیا (متحدہ ہندوستان) سنی کانفرنس اور آماجگاہ علم وفن جامعہ نعیمیہ مراد آباد کا ذکر کر دینا کافی ہے۔ آپ کی حیات طیبہ کا یہ تابناک پہلو بھی کافی دلچسپ اور اہمیت کا حامل ہے کہ جب برطانیہ حکومت نے نکاح وطلاق اور وصیت ووراثت وغیرہ سے اسلامی احکام ومسائل کو عربی کتب سے مروجہ زبان میں منتقل کرنے اور اس کو عدالت کی قانونی حیثیت دینے کیلئے ارباب علم ودانش کا بورڈ مرتب کیا تھا اس میں آپ کی شخصیت سارے ارکان واعوان پر فائق تھی۔ آپکی ولادت باسعادت ۲۱ صفر ۱۳۰۰ھ اور وفات حسرت آیات ۱۸ ر ذی الحجہ ۱۳۶۷ھ کو ہوئی۔ ذیل میں اسی ذات بابرکات کے عرس کا آنکھوں دیکھا حال لکھا جاتا ہے۔

بدستور سابق امسال بھی عرس نعیمی کے انعقاد کے لئے

صاحب سجادہ حضرت مولانا سید شاہ رضوان الدین قادری نبیرہ حضور صدر الافاضل علیہ الرحمہ کی جانب سے تین یوم ۱۶/۱۷/۱۸/ ذی الحجہ سنہ ۱۴۰۶ھ مطابق ۲۳/۲۴/۲۵/ سنہ ۱۹۸۶ء بروز شنبہ یکشنبہ دوشنبہ کا اعلان ہوا۔ ہم لوگ آخر روز پہونچے۔ بعد نماز عشاء عرس کا آغاز ہوا۔ سب سے پہلے جناب حافظ و قاری مشہود رضا صاحب نے قرآن مقدس کی تلاوت سے مجلس کا آغاز کیا۔ بعدہٗ بارگاہ رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم میں ہدیۂ نعت کے لئے جناب محمد شعیب عالم صاحب متعلم جامعہ نعیمیہ آواز دیے گئے۔ ان کے بعد ابتدائی تقریر کے لئے مولانا قاری عرفان صاحب استاذ مدرسہ اکرم العلوم مرادآباد جلوہ گر ہوئے۔ اور مقام مصطفےٰ کے موضوع پر نہایت پر مغز معنی خیز تقریر کی۔ اختتام تقریر حضرت صدر الافاضل علیہ الرحمہ کی جلالت علمی پر بھی کچھ روشنی ڈالی۔ پھر حضرت مولانا محمد سمیع صاحب نعیمی آئے اور بڑے اچھوتے انداز میں تقریر کی۔ اس کے بعد مقرر شعلہ بیان حضرت مولانا قاری صغیر احمد صاحب رضوی جوکھن پوری جلوہ گر ہوئے اور نہایت مترنم آواز میں علم دین کی فضیلت و اہمیت پر معرکۃ الآرا تقریر فرمائی۔ پھر انتخاب العلماء حضرت مولانا انتخاب قدیر صاحب کا نمبر آیا موصوف نے اپنے فاضلانہ مخصوص انداز میں حاضرین مجلس سے خطاب فرمایا۔ آخر میں آپ نے فرمایا کہ خانقاہ نعیمیہ اور جامعہ نعیمیہ دونوں صدر الافاضل علیہ الرحمہ کی عظیم ترین یادگار ہیں۔ اگر جامعہ نعیمیہ کے در و دیوار میں حضرت کا پسینہ ہے تو صاحب سجادہ کی رگوں میں حضرت کا خون ہے لہٰذا ہمیں چاہیے کہ دونوں کی قدر کریں اور فرش راہ بنے رہیں۔ موصوف کی تقریر کے بعد قل شریف کا وقت سعید آگیا۔ ٹھیک بارہ بجکر بائیس منٹ پر قل کا آغاز ہوا۔ اور دعا و سلام کے بعد پھر سارا مجمع جلسہ گاہ میں پہونچ گیا۔ اور خلیفہ حضور صدر الافاضل حضرت قاری عبد اللطیف صاحب صابری نعیمی کے نورانی و عرفانی بیان کا اعلان ہوا۔ موصوف نے مثنوی مولائے روم اور واقعات صوفیاء کی روشنی میں نہایت عارفانہ و صوفیانہ تقریر فرمائی۔ اور سامعین ان کی تقریر سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہے۔ بالآخر موصوف نے اپنی تقریر دل پذیر کے بعد دعا فرمائی۔

نہایت خوشگوار ماحول میں عرس کا سارا پروگرام انجام پایا۔ اور ہر چہار طرف مسرت و شادمانی اور کیف و سرور کی لہر دوڑی ہوئی تھی۔ دعا ہے کہ رب کریم اپنے حبیب صلے اللہ علیہ وسلم کے صدقہ و طفیل بارگاہ نعیم کے فیوض و برکات کو عام فرمائے۔ اور آئندہ حضرت کے شایانِ شان عرس کا انعقاد عمل میں آئے۔ آمین

(مفتی عبد المنان کلیمی)

مولانا عبید اللہ خاں اعظمی بنارس میں

مورخہ ۲۸/ اکتوبر بروز منگل شب میں انجمن فلاح ملت محلہ جلالی پورہ بنارس کا سالانہ عظیم الشان اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں دیگر علمائے کرام کے علاوہ خطیب الہند حضرت مولانا عبید اللہ خاں اعظمی جنرل سکریٹری مسلم پرسنل لا کانفرنس نے نہایت ہی پر مغز اور ولولہ انگیز خطاب فرمایا۔ مولانا نے عقائد کی اصلاح، غیروں کے شعار سے پرہیز، نماز روزے حج زکوٰۃ کی پابندی کے ساتھ جہاد اسلامی کے لئے مسلمانوں کو تیار رہنے اور سینما وغیرہ برائیوں

سے بچنے کی خاص طور سے تاکید فرمائی اور فرمایا کہ مسلمانوں کو ہر محلے میں ایک اصلاح معاشرہ کمیٹی تشکیل دینی چاہیے۔ ہر گھر کا ذمہ دار شخص اس کا ممبر ہو اور اس کمیٹی کے تحت سماج میں پھیلی ہوئی برائیوں کے خلاف جد و جہد کی جائے۔ مولانا رجب علی بلا پوری نے بھی وضو و نماز کے فضائل و برکات پر بینظیر تقریر فرمائی۔ (محمد اکرم انصاری)

جشن میلاد

۱۲ ربیع الاول کو شہر بروڈہ خانقاہ اہلسنت جامع مسجد بلڈنگ میں شیخ طریقت، رہبر سنیت سید عظیم الدین بابا کی سرپرستی میں جشن میلاد شریف کا اہتمام ہو گا اور موئے مبارک رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم اور دیگر تبرکات کی زیارت کرائی جائے گی۔ اور عظیم الشان جلوس نکلے گا۔

(فقیر سید معین الدین بابا - بروڈہ، گجرات)

تنظیم اہلسنت

بروز دوشنبہ بتاریخ یکم ستمبر ۱۹۸۶ء بمقام حضرت سید فتح شاہ ولی (رحمۃ اللہ علیہ) مسجد ہبلی ضلع دھارواڑ کرناٹک میں تنظیم اہلسنت عمل میں آئی۔ تاکہ علماء کے تعاون سے اتحاد و اتفاق کے ذریعہ قوم و ملت اور دین و سنیت کی خدمت انجام دیجا سکے۔ اور جماعت اہلسنت کو باطل فرقوں کی ناپاک سازشوں سے بچایا جاسکے۔

(محمد علی قاضی جنرل سکریٹری تنظیم علماء اہلسنت دھارواڑ)

جامعہ غازیہ بہرائچ کا تعمیری اقدام

اپنی مختصر عمر میں جامعہ غازیہ سید العلوم بڑی تکیہ نے وہ نمایاں ترقی حاصل کی ہے جو حیرت انگیز ہے۔ اب حالات کے پیش نظر جوار سید سالار مسعود غازی علیہ الرحمہ میں جامعہ غازیہ سید العلوم، اور غازی مسافر خانہ کی مستقل شاندار عمارت بنانے کا منصوبہ بنایا۔ اور تعمیری کام کا آغاز کر دیا گیا ہے اب تک کئی کمرے کی چھت تک دیوار بھی اٹھ چکی ہے ایسے وقت میں ملت کے دردمند اور مخیر حضرات کی توجہ اور تعاون کی اشد ضرورت ہے۔

پتہ:- منیجر جامعہ غازیہ سید العلوم۔ بڑی تکیہ، بہرائچ شریف

جونپور میں عرس شمس العلماء

شمس العلماء علامہ قاضی شمس الدین احمد جعفری صاحب قانون شریعت" کا عرس سراپا قدس ۵/۶ ستمبر کو منعقد ہوا جس میں ملک کے مایہ ناز علماء اور عوام نے شرکت کی۔ معزز علماء کرام جو شریک اجلاس رہے ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

(۱) حضرت علامہ مفتی زین العابدین صاحب شیخ الحدیث مدرسہ حنفیہ جونپور۔

(۲) مولانا سید محبوب اشرف صاحب کچھوچھ شریف

(۳) مولانا حافظ معین الدین صاحب سنبھلی

(۴) مولانا سید اصغر امام صاحب، بنارس

(۵) مولانا محمد عبد المبین صاحب نعمانی (ایڈیٹر اشرفیہ) وصدر المدرسین دار العلوم قادریہ چریاکوٹ

(۶) حضرت مولانا شمس الدین صاحب بہرائچ شریف

(۷) مولانا سید نورانی میاں صاحب سنبھلی

ان بزرگوں کے علاوہ دار العلوم حنفیہ کے اساتذہ کرام بھی شریک اجلاس رہے۔

حضور شمس العلماء علیہ الرحمہ شیراز ہند جونپور کی زمین پر اپنے اسلاف کی عظمتوں کی آخری نشانی تھے —

اب ان کے بعد ان کے سچے جانشیں حضرت علامہ ابو الفتح محی الدین احمد صاحب ہشام جعفری ہیں۔ حضور شمس العلماء نے مولانا ہشام صاحب کی صورت میں ملت کو ایک قابل فخر سرمایہ عطا کیا ہے۔ مولا تعالیٰ ان کے فیوض و برکات عام و تام فرمائے اور ہر آفت سے محفوظ رکھے۔

محمد خالد علی رضوی شمسی

صدر مدرس مدرسہ شمس العلوم، اردل، گیا۔ (بہار)

ختم نبوت کانفرنس اوسلو

عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ ... کے مبارک موقع پر دو روزہ عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس ۱۱/۱۲ ربیع الاول مطابق ۱۵/۱۶ نومبر ۱۹۸۶ء کو منعقد ہو رہی ہے۔ جس میں جلیل القدر علمائے کرام قوم سے خطاب فرمائیں گے۔

ناروے میں جلوس میلاد النبی

حسب سابق امسال بھی اور بڑھ کر انشاء اللہ ۱۶ نومبر ۱۹۸۶ء کو میلاد النبی کا جلوس نکالا جائے گا۔ (مولانا مشتاق احمد چشتی مرکزی جماعت اہلسنت ستورگاتا ۳۲ اوسلو ۵ ناروے)

المیزان کا عید میلاد النبی ایڈیشن

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ پر قیمتی، معلوماتی، تحقیقی اور ایمان افروز مضامین۔ علامہ اختر رضا ازہری کی گرفتاری کیوں؟ اندر کی کہانی اور عبرتناک انکشافات پہلی بار المیزان کے ذریعہ دنیا بھر کی خبریں۔ ۱۰۰ صفحات کے باوجود قیمت ۵ روپے ہے۔ ۶۰ روپے زر سالانہ۔

منیجر المیزان

۵۹۸ درگاہ روڈ۔ بھیونڈی ۴۲۱۳۰۲ تھانہ مہاراشٹر

جشن میلاد النبی چریا کوٹ

حسب سابق امسال بھی ربیع الاول کے موسم بہاراں میں حضور محسن کائنات، رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت پاک کی خوشی میں دار العلوم قادریہ چریا کوٹ کے زیر اہتمام بارہویں شب میں جلسہ میلاد پاک اور دن میں نعتیہ نغموں کے ساتھ جلوس مسرت کاگشت ہوگا۔ (محمد مبین ضیا چریا کوٹی)

شہید اعظم کانفرنس بمبئی

۱۲ محرم ۱۴۰۷ھ مطابق ۱۸ ستمبر ۸۶ء

جمعرات بعد نماز عشاء رستان تالاب گراؤنڈ ناگپاڑہ بمبئی میں آل انڈیا سنی جمیعۃ العلماء کی ۳۱ ویں سالانہ شہید اعظم کانفرنس و شب وصال تاجدار اہلسنت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کا اجلاس زیر صدارت سلطان الواعظین حضرت علامہ سید دجو القادری صاحب جبل پوری، زیر قیادت خطیب مشرق علامہ مشتاق احمد صاحب نظامی اور زیر نظامت خطیب اہلسنت علامہ منصور علی خانصاحب منعقد ہوا۔

درمیان کانفرنس پیر طریقت شیدائے خواجہ حضرت علامہ سید عبد الحق صاحب چشتی تشریف فرما ہوئے۔ ان کے حکم سے کئی برس بعد خطیب مشرق حضرت علامہ مشتاق احمد صاحب نظامی نے اپنے خطاب نایاب سے حاضرین کانفرنس کو محظوظ فرمایا۔ حضرت خطیب مشرق کے علاوہ علامہ کوثر ربانی صاحب، علامہ راشد القادری صاحب اور نہایت ہی نفیس و منفرد خطاب مولانا محمد مقصود علی صاحب نے فرمایا۔

تاجدار اہلسنت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے وقت وصال ایک بجکر چالیس منٹ پر حضرت مفتی نانپارہ نے فاتحہ خوانی کے بعد ایک منقبت مفتی اعظم سنائی خوب خوب فضائل مفتی اعظم بیان فرمائے۔

جانشین مفتی اعظم ہند علامہ اختر رضا خاں صاحب ازہری صدر آل انڈیا سنی جمیعۃ العلماء کی امسال حج بیت اللہ کے بعد مکہ شریف میں گرفتاری اور گیارہ روز حراست کے بعد بغیر مدینہ طیبہ گئے ہندوستان واپس آنے کے تمام حالات جو علامہ ازہری صاحب نے فرمائے اسے کتابی شکل میں شائع کرکے سنی جمیعۃ العلماء کی طرف سے مفت میں تقسیم کیا گیا۔ اسی کے ساتھ احتجاجی تجاویز و دیگر حالات حاضرہ سے متعلق تجاویز پیش کی گئیں۔

(سکریٹری سنی جمیعۃ العلماء۔ بمبئی)

جشن عرس مفتی اعظم

رضا اکیڈمی بمبئی کے پرچم تلے ۱۹ محرم الحرام مطابق ۲۴ ستمبر ۱۹۸۶ء بروز بدھ شب میں ۱/۲ ۹ بجے بمقام بنیان روڈ قاضی اسٹریٹ نزد پائیدھونی بمبئی ۳ میں تاجدار اہلسنت حضور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ شاہ محمد مصطفےٰ رضا خاں صاحب رضی اللہ عنہ کی یاد میں ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں محدث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفےٰ صاحب قادری رضوی (پرنسپل الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور) اور دوسرے علماء کرام کی تقریریں ہوئیں۔

(محمد رفیق رضوی رضا اکیڈمی بمبئی)

جلسہ وجلوس عید میلاد النبی

حسب سابق امسال بھی ماہ مبارک ربیع الاول شریف کی بارہویں شب میں انجمن اہلسنت واشرفی دارالمطالعہ مبارکپور کے زیر اہتمام نہایت شاندار اجلاس ہوگا۔ انشاء المولیٰ تعالیٰ — اور پھر بارہویں ربیع الاول کو دن میں صبح سے روایتی سج دھج اور تزک و احتشام کے ساتھ عید میلاد النبی کا عظیم الشان جلوس نکلے گا۔ جس میں مبارکپور کی انجمنیں اپنے اپنے مخصوص انداز میں نعتیں پیش کریں گی۔ جبکہ الجامعۃ الاشرفیہ کے طلبہ بھی ہر دو پروگرام میں اپنے تعلیمی مظاہرہ میں پیش پیش رہیں گے۔ اور روایتی دلچسپی کا ثبوت فراہم کریں گے۔

(مولانا) محمد محبوب عزیزی مبارکپوری

یوم رضا منایئے

صحیح عقیدے کی تبلیغ، مذہب اہلسنت کی ترجمانی اور مجدد ملت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کے پاکیزہ مشن کو عام ترکرنے کے لئے ہر جگہ ۲۵ صفر المظفر یا کسی بھی تاریخ کو سالانہ طور پر یوم رضا منایئے۔ **پروگرام**۔ قرآن خوانی، نعت خوانی شجرہ خوانی، تقاریر علمائے کرام و مقالات اہل قلم، مشتمل بر حیات امام احمد رضا قدس سرہ۔ اور ہر یوم رضا کے موقع پر اعلیحضرت کی کسی ایک کتاب کی طباعت کرا کے یا کسی سنی مکتبے سے خرید کر مفت تقسیم۔ انشاء اللہ اس کے بہتر اثرات مرتب ہوں گے اور غلط فہمیوں کے بادل چھٹیں گے۔

(مدیر اعزازی)

گرانمایہ

دینی علوم سے غفلت کا انجام

امام النحو حضرت علامہ سید غلام جیلانی
میرٹھی علیہ الرحمہ

محبوب کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص ایسے بندوں کو دیکھنا چاہے جن کو اللہ نے نار دوزخ سے آزاد فرمایا ہے تو وہ علم دین کے طلبہ کو دیکھ لے۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں نفس محمد ہے بسلسلہ تحصیل علم جب طالب علم کی کسی عالم کے پاس آمد و رفت ہوتی ہے تو ہر قدم پر ایک سال کی عبادت کا ثواب اس کے واسطے لکھا جاتا ہے۔ اور جنت میں ہر قدم کے بدلے اس کے لئے ایک شہر تعمیر ہوتا ہے زمین پر چلتا ہے تو زمین اس کے واسطے دعائے مغفرت کرتی ہے۔ صبح و شام اس کے لئے مغفرت ہوتی رہتی ہے — جن حضرات کو علم نافع حاصل ہوتا ہے ان کو علمائے ربانی کہتے ہیں جو اپنے لیل و نہار کو مخلوق کی علمی خدمات میں صرف کرتے ہیں۔ اسلامی مفاد کے خلاف اغیار کے ہاتھوں پر کسی قیمت میں فروخت نہیں ہوتے۔ ایسے علماء کا مرتبہ ظاہر کرنے کے لئے ایک مرتبہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ والد کے چہرے کی طرف نظر کرنا عبادت ہے، کعبۂ معظمہ کی جانب نظر کرنا عبادت ہے، قرآن پاک میں نظر کرنا عبادت ہے، اور عالم کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے۔ مگر عالم کی یہ خصوصیت ہے کہ اس کے حق میں یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جس نے عالم کی زیارت کی تو اس نے گویا میری زیارت کی اور جس نے عالم سے مصافحہ کیا تو گویا اس نے مجھ سے مصافحہ کیا اور جو عالم کے پاس بیٹھا تو گویا میرے پاس بیٹھا۔ اور جو دنیا میں میرے پاس بیٹھا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بھی اس کو میرے ساتھ بٹھائے گا۔ (روح البیان)

مقام غور ہے کہ جس علم کو سیکھنے اور سکھانے والوں کی بارگاہ الٰہی میں یہ عزت و منزلت ہے۔ اس کی جانب سے مسلم قوم بالخصوص طبقۂ رؤسا نے کیسی شدید غفلت اختیار کی ہے الامان والحفیظ چونکہ یہ طبقہ فکر معاش سے سبکدوش ہوتا ہے نظر براں اس کا اولیں فرض تھا کہ اپنی اولاد کو اس علم کے سیکھنے کے واسطے پیش کرنا یا کم از کم اس علم کے سیکھنے اور سکھانے والوں کی منزلت کو محسوس کرتے ہوئے مخصوص طور پر ان کی اعانت میں حصہ لیتا تو آج یہ منحوس دن دیکھنا نصیب نہ ہوتا — دینی علوم کی جانب سے غفلت اور دشمنان اسلام کے علوم کی طرف رغبت کا یہ عالم کہ اپنی اولاد، اپنی دولت کو ان کے لئے وقف کر دیا ہے۔ اولاد کو انہیں علوم کی تعلیم دلانا فخر سمجھتے ہیں۔ انگریزی مدارس قائم کرنے کے لئے انتھک کوششیں کی جاتی ہیں انگریزی کھیل کود کے واسطے بڑے بڑے چندے بھی دیئے جاتے ہیں۔ جن سے بجز تضیع اوقات کوئی نتیجہ نہیں نکلتا — بلکہ بعض کھیلوں سے بے حیائی پیدا ہو جاتی ہے۔ دینی علوم کے لئے چندہ کرنا بہت ہی معیوب سمجھا جاتا ہے کہ اس میں انسلٹ ہوتی ہے۔ ہمارے اسی قسم کے ناگفتنی حالات ہیں جن کی بنا پر موجودہ عذاب الٰہی مسلط ہے۔ اگر اب بھی غفلت کے پردے نہ اٹھے تو نہ معلوم کیسے شدید عذاب نازل ہو جائیں گے۔ عاقل وہ ہے جو حوادث روزگار سے عبرت حاصل کر کے جلد سے جلد اپنے اعمال کی اصلاح کے واسطے متوجہ ہو جائے۔ لہٰذا اگر ہم چاہتے ہیں کہ موجودہ مصائب سے رہائی ملے تو فوراً نامشروع اعمال سے تائب ہو کر دینی علوم کی خدمت شروع کر دیں اپنے بچوں کو دینی علوم کی تعلیم دلائیں۔ (نظام شریعت)

The ASHRAFIA Monthly

Mubarakpur - Azamgarh

Regd. No. AZM 28

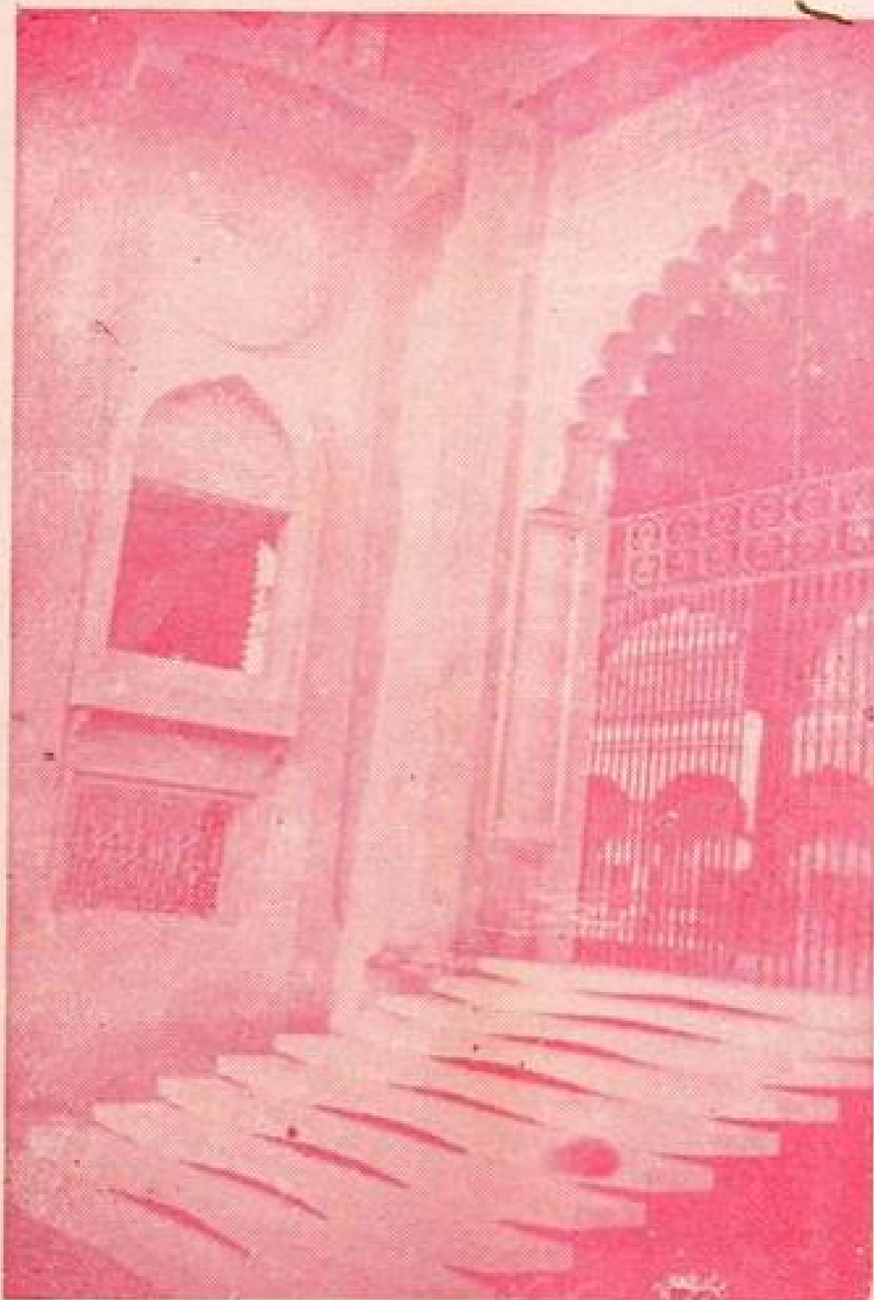
Editor: Qari Mohd. Yahya

Nov. - 86

Vol - 11 No - 11

Phone : 48 — 49   Pin 276404

Annual Subscription Rs. 20/-



جامع مسجد کا حسین اور عالی شان صدر دروازہ

عالم اسلام

سے

الجامعۃ الاشرفیہ کی اپیل

یہ مرکز علم وادب ملت اسلامیہ کی ایک عظیم امانت اور محاسن اسلاف کا سچا محافظ ہے اس کے تمام تعمیری وتعلیمی منصوبوں کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کیلئے ادارے کو آپ کی اعانت کی ضرورت ہے۔ حضور حافظ ملت محدث مرادآبادی علیہ الرحمۃ کا زریں خواب زیر تعمیر عمارتوں کی تکمیل اور دوسری عمارتوں کے قیام کے لئے آپ کی دریادلی اور غیرت وحمیت کو آواز دے رہا ہے کہ آگے بڑھئے اور الجامعۃ الاشرفیہ کے ہر اہم تقاضے کو پورا کرنے کیلئے خود بھی تعاون کیجئے اور دوسرے اصحاب خیر کو بھی متوجہ کیجئے۔

Nishat Offset Fress Tanda Faizabad